جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ زراعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد اشرف خان سوہنا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اشرف سوہنا صاحب فرمائیے!

حکومت کے ایماء پر اوکاڑہ پولیس کا معزز رکن اسمبلی کو جھوٹے مقدمہ میں گرفتار کرنا

جناب محمد اشرف خان سوہنا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! گزشتہ 20 دنوں میں حکومت پنجاب نے پولیس کے ذریعے میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے میں آج ہاؤس کے سامنے وہ داستان ظلم رکھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اشرف سوہنا صاحب! آپ کی طرف سے تحریک استحقاق آ چکی ہے۔جب آپ کی باری آئے گی تو آپ کو اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! تحریک استحقاق تو صرف ایک point پر ہے جبکہ مجھے تو 20 دنوں کی داستان سنانی ہے۔ پچھلے بیس دنوں میں انھوں نے جو کچھ میرے ساتھ کیا، مجھے وہ ہاؤس کے سامنے گوش گزار کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں گے تو اس وقت یہ ساری باتیں کر لیجئے گا۔ آپ کو موقع دیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! You are the Custodian of the House اور یہ آپ کے فاضل رکن ہیں۔اس بات کا آپ کو بخوبی علم ہے کہ تحریک استحقاق کا کچھ نہیں بننا۔جناب! جو حکومت اس شخص کو توڑی چوری میں چالان کرتی ہے اس سے آپ کیا توقع کر سکتے ہیں؟ مہربانی کریں اور آپ ان کی بات سن لیں۔جناب! ان کے بات کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ حکومت نے جو کچھ کرنا ہے وہ اس سے باز نہیں آئے گی۔یہ آپ کا معزز ممبر ہے، آپ اس ہاؤس کے

کسٹوڈین ہیں لہذا ان کے حقوق کا تحفظ کرنا آپ کا فرض ہے۔

جناب سپیکر: جی، سوہنا صاحب! آپ بات کریں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! 13۔فروری کو مجھے ٹیلیفون پر اطلاع ملی کہ ایک ایسا مجسٹریٹ جس کے دائرہ اختیار میں وہ علاقہ نہیں آتا، جس کا notification میں ذکر نہیں ہے۔ اس نے ایک دکاندار کے کہنے پر دوسرے دکاندار کے اوپر جعلی مشروبات بیچنے کے حوالے سے raid کیا ہے۔ میں موقعے پر پہنچا اور مجسٹریٹ صاحب سے کہا کہ آپ جس impression سے یہاں آئے ہیں وہ غلط ہے۔ اس نے مجھے کوئی وضاحت دینے کی بجائے فوری طور پر پولیس کو حکم دیا کہ اس کو گرفتار کرلو۔ وہاں پولیس نے مجھے کیا گرفتار کرنا تھا، لوگوں نے اس مجسٹریٹ کو گرفتار کرلیا۔ میں نے ضلعی انتظامیہ سے پوچھا کہ آپ لوگوں کے ساتھ یہ کیا کر رہے ہیں؟ ضلعی انتظامیہ نے کہا کہ یہ writ of the government کا مسئلہ ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کے مجسٹریٹ نے بلاجواز، پیسے لے کر کاروباری رقابت کی بنیاد پر ایک دکان کے اوپر raid کیا ہے۔ آپ تو writ of the government خراب کر رہے ہیں۔ آپ تو خود امن وامان کی صورتحال کو خراب کر رہے ہیں۔ لوگوں نے اس پر احتجاج کیا، جلوس نکلا۔

جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ میرے علاقے میں ایک ایسے شخص کو جو کہ اپنے ضمیر کا دفاع نہیں کرسکا پاکستان کے دفاع کا وزیر بنا دیا گیا ہے۔ اس نے وہاں پر اپنے عزیز واقارب کو مختلف عہدوں پر تعینات کروایا ہوا ہے۔ کسی کو مجسٹریٹ، کسی کو ریونیو آفیسر اور کسی کو کچھ لگوایا ہوا ہے۔ وہاں پر رشوت کا بازار اتنا گرم ہے کہ اگر میں اس ہاؤس کے سامنے تفصیلات رکھوں تو آپ خود پریشان ہو جائیں گے کہ نام کتنے بڑے بڑے اور کرتوت کیسے چھوٹے چھوٹے ہیں۔

جناب سپیکر! وہاں ایک کچی آبادی ہے۔ وزیر موصوف نے وہاں اپنی والدہ کے نام پر ٹرسٹ بنا کر ریلوے کی تین ایکڑ زمین پر قبضہ کرلیا ہے۔ اس ہسپتال کو بنے ہوئے دو سال ہو چکے ہیں لیکن آج تک وہاں سے کسی شخص کو ایک پائی کی دوائی بھی نہیں مل سکی۔ وزیر موصوف اس کے ساتھ والی زمین پر بھی قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ وہاں پر تحصیل کونسل کے لوگوں کو بھیجا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: سوہنا صاحب! تشریف رکھیں، کافی بات ہوگئی ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں، میں حقائق آپ کے سامنے لا رہا ہوں۔ وہاں کی کچی آبادی کو گرانے کے لئے بلڈوزر بھیجے گئے۔

جناب سپیکر: اشرف سوہنا صاحب! آج امن وامان پر بحث ہونی ہے آپ یہ ساری باتیں اس وقت کر لینا۔ اب تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جیسا کہ رانا آفتاب احمد خان صاحب نے کہا ہے کہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور ہمیشہ بڑا وہی ہوتا ہے جو چھوٹوں کو تحفظ فراہم کرے۔ آپ سوہنا صاحب کی روداد تو سن لیں۔ یہاں پر پوائنٹ آف آرڈر پر کل بھی بہت سی باتیں ہوتی رہی ہیں، خلاف قاعدہ یا جو بھی آپ کہیں ہوتی رہی ہیں۔ یہ آپ کا بڑا پن ہوگا اور ہم آپ سے یہی توقع رکھتے ہیں۔ آپ ہم سے ہمیشہ محبت و شفقت سے بات کرتے ہیں۔ جس کے ساتھ زیادتی ہو، جس کو مارا جائے اسے رونے کا حق تو دیا جائے۔ کم از کم آپ ان کی بات تو سن لیں۔ آپ اس ہاؤس میں ایسی روایات قائم کریں کہ آنے والے وقتوں میں لوگ آپ کی precedents کو مشعل راہ سمجھیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ انھوں نے تحریک استحقاق دے دی ہے۔ آج اس کی turn آئے گی۔ معزز رکن نے جتنی باتیں ابھی کی ہیں وہ سب انھوں نے اس تحریک استحقاق میں بھی لکھ کر دی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک مرکزی وزیر کے کردار کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ اس وقت وزیر صاحب تو ادھر نہیں بیٹھے ہوئے، انھوں نے جواب تو نہیں دینا لہذا ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ان کے ساتھ جو کچھ ہوا یہ اس حوالے سے بات کریں۔ آج امن وامان کی صورتحال پر بحث ہونی ہے۔ اس وقت انھیں موقع دیا جائے گا یہ کھل کر بات کر لیں گے۔ ابھی یہ proper time نہیں ہے، یہ وقفہ سوالات ہے لہذا اسے چلنے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ اس وقت وقفہ سوالات چل رہا ہے مگر یہ آپ کی مہربانی ہوگی۔ ہم آپ کی محبت سے کیوں محروم رہیں؟ بڑا وہی ہوتا ہے جو چھوٹوں کی ناجوازیاں برداشت کرے۔ اگر وہ ناجوازیاں برداشت نہ کرے تو وہ بڑا بننے کا اہل نہیں۔ ہمیں آپ کی ذات سے ہر قسم کی توقع ہے۔ ہم آپ سے محبت اور شفقت کی توقع رکھتے ہیں اور یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ آپ بڑے پن کا ثبوت دیتے ہوئے ان کی فریاد سنیں گے۔ ویسے بھی ہر ارباب اقتدار کا فرض ہے، اس پر لازم ہوتا ہے کہ وہ ایک مظلوم کی دل کی تشفی کے لئے اس کی بات سنے۔ لہذا آپ سوہنا صاحب کی

بات ضرور سن لیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، اشرف سوہنا صاحب! آپ مختصراً اپنی بات کر لیں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! مجھے کچی آبادی کے لوگوں نے بلوایا۔ میں نے ضلعی حکومت سے کہا کہ آپ اس کچی آبادی کو نہیں گرا سکتے کیونکہ یہ لوگ اب اس کے مالک ہیں۔ بہت problem ہیں، ہمیں کوئی لوگوں کی بات نہیں کرنے دیتا۔ انھوں نے میرے اوپر ایک دہشت گردی کا پرچہ دیا، میرے ساتھ پیپلز پارٹی کے ایسے لوگوں کو شامل کیا گیا جو کہ وہاں پر موجود ہی نہیں تھے۔ ان پر یہ الزام لگایا گیا کہ انھوں نے چہلم کے جلوس کے راستے میں ٹائر جلائے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ شیعہ سنی فساد ہو جائے۔ میں وہاں کا نمائندہ ہوں، میں یہ سب کچھ کیسے کر سکتا ہوں؟ میں یہ کیسے کر سکتا ہوں کہ میرے علاقے میں شیعہ سنی میرے کہنے پر آپس میں لڑ پڑیں؟ میرے اوپر دہشت گردی کا پرچہ درج کروایا گیا، مجھے گرفتار کیا گیا اور صبح تین بجے مجھے تھانے سے اٹھا کر لاہور لے آئے۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ مجھے پولیس مقابلہ میں مارنا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں تم دہشت گرد ہو اور ہم نے تمھیں دہشت گردی کی عدالت میں پیش کرنا ہے۔ مجھے عدالت میں پیش کیا گیا اور وہاں پر یہ ہوا کہ جن کے بارے میں میرے اوپر الزام لگایا گیا تھا کہ میں نے اہل تشیع کے بارے میں کہا ہے کہ ان کو مار دو خود وہی اہل تشیع عدالت میں پہنچے اور انھوں نے عدالت میں آ کر کہا کہ یہ شخص تو ایسا نہیں ہے۔ یہ تو اہل تشیع اور سنیوں کے آپس میں اتحاد کا علم بردار ہے۔ اس کے خلاف غلط ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔

جناب والا! میں وزیر قانون کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ایف آئی آر درج کر کے حکومت نے خود وہاں شیعہ سنی فساد کرانے کی کوشش کی ہے ہم نے نہیں کی بلکہ حکومت نے یہ ایف آئی آر درج کر کے کہا کہ یہاں شیعہ سنی فساد ہونا چاہئے۔ جب مجھے عدالت سے ریلیف ملا تو نظر بندی کے آرڈر کر دیئے گئے اور ساہیوال جیل سے اٹھا کر رات کو مجھے بہاولپور جیل میں چھوڑ آئے۔

جناب سپیکر! میرا کیا قصور تھا؟ عدالت نے مجھے ریلیف دیا تھا اور ضمانت پر چھوڑا تھا۔ مجھے صوبائی حکومت نے کیوں نظر بند کیا، کیا میں دہشت گرد ثابت ہو گیا تھا، کیا عدالت نے مجھے کوئی چارج شیٹ کر دیا تھا اور انھوں نے مجھے بہاولپور جیل میں کیوں بند کیا؟ پھر آپ کی وجہ سے انھیں اپنے آرڈر واپس لینا پڑے۔ جب انھوں نے آرڈر واپس لئے تو بہاولپور جیل کی انتظامیہ نے مجھے نہیں چھوڑا۔ مجھے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک نئے پرچے میں نامزد نہیں کر دیا۔

جناب والا! چھ مہینے پہلے ایک پرچے میں تتمہ لکھ کر کہ ایک نامعلوم شخص پستول لے کر میرے پیچھے بھاگا اور اس نے مجھے قتل کی دھمکیاں دیں۔ کیا ممبر صوبائی اسمبلی اپنے حلقے میں نامعلوم شخص ہوتا ہے؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ رکن اسمبلی کے خلاف تتمہ بیان لکھ دیں کہ یہ پستول لے کر مجھے مارنے کے لئے بھاگا۔ مجھے تین دن تھانے میں ذلیل کیا۔ تین دن مجھ سے تفتیش کی گئی۔ مجھے کہا گیا کہ آپ کو حوالات میں سلائیں گے۔ مجھے حوالات میں بند کیا۔ مجھے ہتھ کڑیاں لگائیں، مجھے گاڑی کے پیچھے بٹھایا۔ میرے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا؟ میرے ساتھ یہ سارا کچھ اس لئے کیا گیا ہے کہ میں یہاں سے اٹھ کر وہاں چلا جاؤں۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! یہ ہو نہیں سکتا اور انشاء اللہ یہ ہو گا بھی نہیں۔ پھر انھوں نے مجھے ضمانت پر چھوڑا۔ آپ میری بات نہیں سنتے۔ پلیز! میری بات سنئے کہ جب کل سارے شہر نے اور تمام وکلاء نے سیشن جج سے زبردستی میرٹ پر میری ضمانت کروائی تو پرسوں رات میرے خلاف ایک نیا پرچہ درج ہوا۔ وہ پرچہ کیا ہے؟ وہ پرچہ یہ ہے کہ میں نے اپنے ملازم کے ساتھ اپنے گاؤں سے توڑی چوری کی ہے۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! میں توڑی چور ہوں۔ میں توڑی چور ہوں اور اس ایوان میں توڑی چور بیٹھے ہیں۔ اس پرچے میں پولیس مجھے گرفتار کرنا چاہتی تھی لیکن ہوا نہیں۔ جب لوگوں کے ہاتھوں کی زنجیر بنی تو پھر ہتھ کڑیاں میرے ہاتھوں میں نہیں آ سکیں۔ جیل کے دروازے سے مجھے اتنے لوگوں نے استقبال میں لیا کہ پولیس کو مجھے گرفتار کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! آخری بات عرض کرتا ہوں کہ میرے جیسے self-made بندے کسی ضابطے سے زندگی گزارتے ہیں۔ ہمیشہ ان کے تین اصول ہوتے ہیں۔ ان کا ایک نظریہ ہوتا ہے، ان کے پاس ایک راستہ ہوتا ہے اور انھیں اس راستے پر چل کر ہی اپنی زندگی کو بچانا ہوتا ہے۔ میرے پاس میرے شہید ذوالفقار علی بھٹو کا راستہ ہے، self-made آدمی کبھی منافق نہیں ہوتا اس لئے انشاء اللہ میں کبھی بھی اپنے لوگوں کے ساتھ منافقت نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر! اس کا تیسرا اصول یہ ہوتا ہے کہ وہ جھکتا نہیں ہے۔ self-made آدمی کبھی نہیں جھکتا، self-made کبھی compromise نہیں کرتا، self-made آدمی کبھی deal نہیں کرتا اور self-made آدمی کبھی floor-crossing نہیں کرتا اس لئے یہ floor crossing نہیں ہو سکتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک تو میں Chair کو appreciate کرنا چاہوں گا کہ آپ نے اشرف سوہنا صاحب کو ٹائم دیا اور ان کی بات سے پورے ہاؤس کو آگاہ ہونے کا موقع دیا۔ آپ کا رویہ ہمیشہ ایسا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ appreciatable ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ٹھیک ہے کہ انھوں نے اپنے نظریے اور commitment پر بات کی ہے میں اس بات کے merits and demerits پر نہیں جاتا لیکن انھوں نے دو باتیں کی ہیں۔ ایک بات کی ہے کہ 506 کا ایک ایسا مقدمہ جس میں ملزم نامعلوم تھا کہ وہ ریوالور لے کر کسی کو جان سے مارنے کے لئے بھاگا یا اس نے دھمکی دی اور اس نامعلوم مقدمے میں مجھے پولیس نے گرفتار کیا۔ انھوں نے دوسرا کہا کہ اب میرے نوکر کے ہمراہ مجھ پر توڑی چوری کا پرچہ دے دیا گیا ہے۔ وزیر قانون بیٹھے ہیں اور یہ یہاں پر ہمیشہ rule of law کی بات کرتے ہیں۔ اکثر اوقات اگر انھوں نے غلط بات کو تسلیم نہیں کیا تو کم از کم اسے support بھی نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان دو باتوں پر ہمیں بتائیں کہ حکومت کیا کر رہی ہے؟ یہ کس قسم کی مثال قائم کر رہے ہیں اور اس معاشرے کو کس طرف لے کر جانا چاہتے ہیں، کیا سیاسی رواداری اس چیز کا نام ہے کہ ایک رکن اسمبلی کو 506 کے ایسے مقدمے میں نامزد کر دیا جائے اور اس کے خلاف توڑی چوری کا پرچہ دے دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان دو باتوں پر وزیر قانون کا جواب آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں رانا صاحب سے پہلے بات کرنا چاہ رہا تھا بلکہ جب محترم اشرف سوہنا صاحب اپنی بات کر رہے تھے تو یہ میرا حق بنتا تھا کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر انھیں interrupt کرتا اور یہ کہتا جیسے آپ نے فرمایا کہ ان کی تحریک استحقاق آئی ہوئی ہے اس پر بات کر لیں گے اس لئے ان کو اجازت نہ دی جائے لیکن اس معزز ایوان کے رکن کے احترام میں نہ تو میں نے پوائنٹ آف آرڈر کیا بلکہ میں نے ان کی پوری بات یہاں بیٹھ کر دلجمعی سے سنی۔ آپ یقین کیجئے کہ ان کے کیس سے متعلقہ میرے پاس hard copy موجود ہے جس میں ساری تصاویر

ہیں اورtotal procession جہاں آگ لگائی گئی اس کی سی ڈی موجود ہے جو میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔اس کے باوجود صرف اور صرف معزز بھائی کے احترام میں ان کی پوری بات تحمل کے ساتھ سنی تھی۔ میں سمجھتا تھا کہ ان کی دل آزاری ہوئی اور بقول ان کے ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس لئے ایک مناسب فورم پر انھیں اظہار خیال کر لینے دینا چاہئے اس لئے میں ان کے احترام میں بالکل خاموش رہا۔

جناب والا!چند واقعات ایسے ہیں جن کے شواہد میرے پاس موجود ہیں باقی باتیں معزز رکن نے زبانی بتائی ہیں اور پرچوں کے متعلق بھی بتایا ہے۔ میں ان سے تفصیل لوں گا۔انھوں نے تحریک استحقاق دی ہے لیکن ابھی تک مجھے نہیں ملی۔ابھی سپیکر صاحب کی طرف سے حکم ہوا کہ انھوں نے تحریک استحقاق دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر:انھوں نے تحریک استحقاق دی ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:ابھی وہcirculate ہو گی اور مجھے ملے گی تو میں اسے دیکھ کر جواب دوں گا۔ میں آپ کی ،اس معزز ایوان اور بالخصوص اپنے بھائی اشرف خان صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے خیال میں اس سے پہلے بھی ان کی تحاریک استحقاق آئی ہیں کیا میں نے ان کی ایک تحریک استحقاق بھیoppose کی ہے؟قطعی طور پر نہیں کی۔جو اس معزز ایوان سے باہر ہوتا ہے وہ کچھ حالات ایسے ہیں جو آپ کے کنٹرول میں نہیں اور کچھ ہمارے کنٹرول میں نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہر بات قواعد و ضوابط کے مطابق چل رہی ہو تو پھر شاید کسی کو مداخلت کی ضرورت نہ پڑے۔اگر کوئی ادارہ کہیں غلطی کرتا ہے تب ہی استحقاق کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔پھر ہم جو ایوان میں بیٹھے ہوئے معزز اراکین ہیں ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اس بات کو صحیح کرنے کے لئے اقدامات کریں۔اگر کسی نے غلطی کی ہے اور ان کے ساتھ زیادتی کی ہے تو مجھے اس تحریک استحقاق کو دیکھ لینے دیں تو جیسے ہم نےacross the board اصول اپنا رکھا ہے کہ کسی معزز رکن کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے اس لئے وقت آنے دیں تو انشاء اللہ اس کا جواب بھی دیں گے اور اگر یہ تحریک استحقاق منظور ہو کر مجلس استحقاقات کے پاس چلی جاتی ہے اور جو بھی متعلقہ افراد غلط ثابت ہوئے تو آپ کی سفارشات پر عملدرآمد ہو گا لیکن قبل از وقت یہ تاثر لے لینا کہ کسی کے ساتھ زیادتی ہو گی میں اس معزز ایوان میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ بات نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر:شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں ایجنڈے کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کل اجلاس کے اختتام کے بعد آپ کے آفس میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی اور اس میں یہ طے ہوا تھا کہ جب سرکاری کارروائی ختم ہو جائے گی تو اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو جائے گی لیکن ایجنڈے میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اگر کل یہ طے ہوا تھا کہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بات ہونی ہے تو پھر اسے آج کے ایجنڈے میں آنا چاہئے تھا۔ لہذا لاء منسٹر صاحب اس بارے میں فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! بات ہوئی تھی اور طے یہی ہوا تھا کہ جو آج کے ایجنڈے پر کارروائی ہے اس کو نمٹائیں گے اس کے بعد اگر آپ کی تعداد پوری ہے تو آپ جتنا مرضی اور جتنی دیر کہیں گے آپ کے ساتھ ہم بیٹھیں گے لیکن تعداد تو میں نے پوری نہیں کرنی۔ ہم تو کل بھی اجلاس کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن آپ کی تقریر کے شوق کو پورا کرنے کے لئے ممبران میں کہاں سے اکٹھے کر کے لاؤں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وزیر موصوف راجہ بشارت صاحب ہمارے بھائی ہیں۔ جس طرح کل انہوں نے ہمارا یہاں پر تیا پانچا کیا ہے۔ یہ ہر بات کرنے کے بڑے ماہر ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ پچھلے اجلاس میں میں نے بار بار کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ گورنمنٹ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کروانا نہیں چاہتی اور میری بات یہ سچ ثابت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ہم چودہ پندرہ تاریخ کو ضرور بحث کروائیں گے۔ آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں انہوں نے کم از کم چار بار کھڑے ہو کر میری بات کا جواب دیا اور پھر ہوا کیا ہے کہ تیرہ تاریخ کو اجلاس ہی ختم ہو گیا۔ اب بھی اور کل بھی کوئی اس قسم کی بات نہیں ہوئی کہ کورم پورا رکھیں گے تو پھر یہ بحث کروائیں گے ورنہ یہ بحث نہیں کروائیں گے۔ طے یہ ہوا تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ یہ کہیں یا نہ کہیں یہ تو understood بات ہے کہ اگر کوئی

معزز رکن کورم کی نشاندہی کرتا ہے تو پھر گنتی ہو گی اور اگر کورم ہو گا تو ہاؤس چلے گا اور اگر کورم نہیں ہو گا تو ہاؤس نہیں چلے گا۔ یہ کہنے کی یا نہ کہنے کی تو بات ہی نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! یہاں پر بحث بھی ہوتی رہی ہے کورم کے بغیر بھی کارروائی ہوتی رہی ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو پھر mutual understanding سے کام چلتا ہے۔ آپ لاء منسٹر صاحب کے پاس بیٹھ جائیں جو بھی وہ طے کریں گے ٹھیک ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال ہے آپ نمبر پکاریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ہماری کم از کم دس تحاریک التوائے کار صرف اس وجہ سے منسوخ کر دی گئی تھیں کہ یہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلق ہیں اور ان پر لاء اینڈ آرڈر کی بحث کے دوران بات کی جائے گی۔ اب اس کے نتیجے میں آپ بحث بھی نہ کروائیں۔

جناب سپیکر: کروائیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں بڑے احترام کے ساتھ عرض کر رہا ہوں میری مراد بحیثیت سپیکر نہیں ہے بلکہ حکومت ہے کیونکہ حکومت نے کہا اور خود اس کو ایجنڈے پر رکھوایا کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔ جب حکومت کی طرف سے ایجنڈے پر یہ بات آ جائے تو پھر اسمبلی سیکرٹریٹ اس کا پابند ہے کہ جس چیز پر بحث ہونی ہے اس کی تحریک التوائے کار ختم کر دی جائے۔ جب وہ تحاریک التوائے کار آپ نے ہماری ختم کر دی ہیں تو اب حکومت اس پر بحث بھی نہیں کروا رہی۔ یہ تو ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں ایک چھوٹی سی بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ابھی کورم کے حوالے سے بات ہوئی ہے اور آپ نے بھی فرمایا ہے اور اس پر راجہ بشارت صاحب اور چودھری اقبال صاحب بہت خوش ہوئے ہیں بلکہ دونوں وزراء چہک رہے ہیں۔ میں جناب! کی توجہ last session کی طرف دلانا چاہوں گا کہ ایک دن حکومت کی طرف سے ایک بل تھا غالباً ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کروانے سے متعلق تھا اور وہ مفاد عامہ میں تھا۔

راجہ صاحب نے کہا کہ دیکھیں آج کورم نہیں ہے تو اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مفاد عامہ کا بل ہے تو آپ کورم کی نشاندہی نہ کریں اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ بل آج پاس ہو جائے اور اگر آج یہ بل پاس نہ ہوا تو پھر شاید پھر اس میں بہت دیر ہو جائے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اس دن ڈاکٹر اسد اشرف صاحب یہاں پر تشریف فرما تھے ان کو شاید میری اور راجہ صاحب کی بات کا پتا نہیں تھا اور انہوں نے اٹھ کر کورم کی نشاندہی کر دی۔ اگر اپوزیشن کے اراکین اس وقت اٹھ کر باہر چلے جاتے تو کورم پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ راجہ صاحب بھی اس بات کی گواہی دیں گے کہ کورم اس دن نہیں تھا۔ ہم نے یہاں ساتھ بیٹھ کر کورم پورا کروایا کیونکہ وہ مفاد عامہ کی بات تھی اور وہ بل اس دن پاس ہوا۔ اگر راجہ بشارت صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر پر جو بحث ہے یہ مفاد عامہ میں نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے یہ کورم کی نشاندہی کر کے اس بحث کو نہ ہونے دیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: امجد حمید خان دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! ایک burning issue چیف جسٹس کی معطلی کا ہے۔ اس ضمن میں نعیم بخاری سے پوچھا گیا کہ کیا تم نے جو یہ لیٹر لکھا تھا اپنی شہرت کے لئے لکھا تھا اور یہ آج کے اخبارات میں آیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ شہرت کے لئے نہیں لکھا میں تو ایک اچھا وکیل ہوں میری بطور وکیل اچھی شہرت ہے تو میں ریکارڈ کی درستی کے لئے آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ کبھی بھی اچھا وکیل نہیں تھا اور اس کی پہچان جس طرح شاہ نواز کی پہچان تھی "بیگم شاہ نواز کا خاوند" اس کی پہچان یہ ہے کہ یہ طاہرہ سید کا خاوند ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: شکریہ۔ دستی صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میں بس ختم کرتا ہوں اور اس کو نعیم بخاری کی بجائے لوگ کہتے تھے بیگم طاہرہ سید۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

سردار امجد حمید خان دستی: بس میں ختم کرتا ہوں۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بیگم طاہرہ سید کے کہنے پر Resolution آ گیا۔ ایک نامرد کے کہنے پر یہ Resolution آ گیا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میں نے اس لئے یہ بات کی ہے اور اس خیال سے بات کی ہے کہ شاید آج کا دن آخری ہو اور میں نے کہا کہ کل تیسرا دن ہے شاید تیسرا ابھی ہو۔ صاحب اختیار آدمی نے بتایا کہ two is company three is not آج ہی ختم ہو جائے۔

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب! نمبر پکاریں۔

محترمہ زیب النساء قریشی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ تشریف رکھیں۔ ہاؤس کو چلنے دیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 2426۔

2002-03 میں گندم کی کاشت اور پیداواری اہداف کی تفصیل

*2426: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں 2002-03 میں گندم کی ضلع وار کتنے ایکڑ کاشت کی گئی؟

(ب) ضلع وار ایکڑ کے حصول (figure collect) کا کیا طریق کار ہے زرعی شماری (agriculture census) کے لئے کیا فارمولہ اختیار کیا جاتا ہے درست اور قابل اعتماد شمار (census) کا کیا اہتمام ہے؟

(ج) اس سال گندم کی فی ایکڑ اوسط پیداوار صوبہ میں کیا رہی کیا یہ ہدف کے مطابق ہے اگر ہدف سے کم رہی، تو اس کے کیا اسباب ہیں اور آئندہ زیادہ سے زیادہ اوسط پیداوار کے حصول کے لئے کیا اقدامات تجویز کئے گئے ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) حتمی تخمینہ برائے سال 2002-03 کے مطابق صوبہ پنجاب میں تقریباً 1,50,67,000 ایکڑ رقبہ پر گندم کاشت کی گئی۔ ضلع وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جہاں تک ضلع وار ایکڑ کے حصول (figure collect) کے طریقے کا تعلق ہے تو محکمہ زراعت شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس ہر فصل کا تین بار تخمینہ لگاتا ہے، اس کام کے لئے صوبہ پنجاب سے 1010 گاؤں (مواضعات) سائنسی طور پر منتخب کئے گئے ہیں جو کہ کل مواضعات کا تقریباً چار فیصد ہیں۔

1۔ پہلا تخمینہ:

ہر سال ماہ جنوری میں ان 1010 مواضعات میں سروے کیا جاتا ہے، جس سے گندم کے کاشتہ رقبہ کا اندازاً تخمینہ لگایا جاتا ہے، یہ ضلع وار ہوتا ہے اور اس کا نوٹیفکیشن مقررہ تاریخ (یکم فروری) کو جاری کیا جاتا ہے، جس سے کاشتہ رقبہ کا گزشتہ سال کے مقابلہ میں کمی و بیشی کا پتا چلتا ہے۔

II۔ دوسرا تخمینہ:

یہ ہر سال یکم اپریل کو جاری کیا جاتا ہے جس میں پیداوار کا اندازہ بھی شامل ہوتا ہے جس کی بنیاد پانی کی فراہمی، کھادوں کا استعمال، جڑی بوٹیوں و بیماریوں کا کنٹرول، بارش اور موسمی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے کاشتکاروں کا انٹرویو کر کے فصل کے بارے میں تفصیلی جائزہ لے کر دوسرا تخمینہ تیار ہوتا ہے۔

III۔ حتمی تخمینہ:

ان 1010 مواضعات میں ہر سال تین کھیت randomly منتخب کر کے چھ پلاٹ 20x15 سائز کے مطابق محکمہ شماریات کا اہلکار دی گئی ہدایات کے مطابق فصل کو کاٹتا ہے اور اس میں سے گندم کے دانے صاف کر کے موقع پر وزن کرتا ہے۔ اس کی پیداوار متعلقہ کاشتکار کے حوالے کرتا ہے اور اس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھتا ہے اس کام کی ایک گریڈ 17 کا آفیسر باقاعدہ نگرانی کرتا ہے۔ یہی اوزان اوسط پیداوار کی بنیاد ہیں، یہ عمل اپریل اور مئی میں جاری رہتا ہے، مکمل ہونے پر صوبائی پیداوار کا تخمینہ حاصل ہوتا ہے، حتمی تخمینہ "ادارہ اعداد و شمار پنجاب (Bureau of Statistics, Punjab)" کی طرف سے تمام مواضعات کا ضلع وار رقبہ موصول ہونے پر Punjab Agricultural Statistics (Coordination Board) میں منظوری کے لئے پیش کیا جاتا ہے اس کی منظوری کے بعد نوٹیفکیشن جاری کر دیا جاتا ہے جس کی آخری تاریخ یکم اگست ہے۔ زرعی شماری (agriculture census) کا معاملہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ج) وفاقی حکومت نے صوبہ پنجاب کے لئے گندم کی فی ایکڑ پیداوار کا ہدف 28.23 من مقرر

کیا تھا جبکہ امسال 03-2002 کے دوران پنجاب بھر کی فی ایکڑ اوسط پیداوار 27.30 من رہی جو کہ ہدف سے 3.30 فیصد کم ہے، جبکہ گزشتہ سال کی اوسط پیداوار 25.93 من فی ایکڑ کے مقابلے میں 5.30 فیصد زیادہ ہے، اس سال گندم کی فصل کو کئی ایک نشیب و فراز سے گزرنا پڑا۔ دراصل مارچ تک تمام عوامل مثبت رہے، کوالٹی سیڈ کا استعمال 8.18 فیصد، نہری پانی کی دستیابی 10 فیصد، بارشیں 67.5 فیصد، فارسفورس اور نائٹروجن کھاد کا استعمال بالترتیب 51 اور تین فیصد زیادہ رہا لیکن مارچ کے بعد سست تیلے اور امریکی سنڈی کے شدید حملہ اور گندم کی کنگھی اور کانگیاری کے زیادہ حملے سے گندم کی پیداوار متاثر ہوئی۔ اس طرح گندم کی پیداوار جو کہ 1,65,00,000 ٹن تک متوقع تھی، کیڑوں اور بیماریوں کے شدید حملہ کی وجہ سے اس کی فی ایکڑ پیداوار پر برا اثر پڑا، 2 جس سے گندم کی مجموعی پیداوار پنجاب میں 1,53,55,030 ٹن رہ گئی، بارانی علاقوں میں بہرحال فی ایکڑ پیداوار کافی بہتر رہی۔

آئندہ سال کے اہداف کو پورا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جائیں گے اور ان کے اہداف نچلی سطح تک پہنچا کر ان کے حصول کی مسلسل کوشش کی جائے گی۔

1۔ زیادہ سے زیادہ رقبہ پر بروقت کاشت۔
2۔ گندم کی زیادہ پیداواری صلاحیت کی حامل اقسام کے بیج کا زیادہ استعمال۔
3۔ کاشتکاروں کو اچھا بیج مہیا کرنے کے لئے سیڈ گریڈرز کی سہولت کی فراہمی۔
4۔ متوازن کھاد کا زیادہ استعمال۔
5۔ مہیا پانی کا منصفانہ استعمال
6۔ جڑی بوٹیوں کا بروقت تدارک
7۔ کیڑوں، کوڑوں اور بیماریوں کا بروقت انسداد۔
8۔ جعلی زرعی ادویات کے خلاف پرزور مہم۔
9۔ حکومت کی طرف سے گندم کی زیادہ سے زیادہ بروقت خرید کا بندوبست۔
10۔ بعد از برداشت گندم کی دیکھ بھال کے طریقوں سے زمینداروں کو روشناس کروانا۔
11۔ گاؤں گاؤں تربیتی پروگرام کا انعقاد۔
12۔ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے زمینداروں کی بروقت رہنمائی اور موسمی پیشگوئیاں۔
13۔ زیادہ پیداوار کی صورت میں زائد از ضرورت گندم کی بروقت برآمد کے اقدامات۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! لودھی صاحب! تشریف رکھیں گے تو میں سوال کروں گا کیونکہ اچھا نہیں لگتا لودھی صاحب ہمارے بزرگ ہیں وہ کھڑے ہو جائیں اور میں سوال کروں۔

جناب سپیکر: جی، لودھی! صاحب آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: بہت شکریہ۔ لودھی صاحب! میرا ضمنی سوال محترم لودھی صاحب جو ہر دور میں بڑے ہی محترم وزیر رہے ہیں ان سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ زراعت کا شعبہ کراپس رپورٹنگ سروس کا جو سسٹم ہے کیا یہ کوئی الگ cell ہے، کوئی الگ شعبہ یا محکمہ ہے اور کراپس رپورٹنگ سروس کے جو arrangements ہیں۔ تمام اضلاع کے اندر کون سے آفیسرز اس کو deal کرتے ہیں اور اس کا کیا status ہوتا ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک چھوٹا سا ضمنی سوال یہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کے بارے میں جو گندم کی اوسط بتائی گئی ہے وہ تقریباً 28.23 من فی ایکڑ انہوں نے بتائی ہے۔ برصغیر کی تقسیم سے پہلے پورا پنجاب، تقسیم کے بعد ایک حصہ مشرقی پنجاب کی صورت میں ہندوستان کے اندر شامل ہے وہاں پر گندم کی فی ایکڑ پیداوار کیا ہے اور ہماری فی ایکڑ پیداوار کی اوسط کیا ہے اور ان کا آپس میں کیا فرق ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! وقاص صاحب نے crops reporting کی بات کی ہے تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کراپس رپورٹنگ ہمارا ایک محکمہ ہے جو فیلڈ میں کام کرتا ہے اور اس کے دو کام ہیں۔ ایک تو وہ سارے پنجاب میں ضلع وار گندم کی کاشت کا data اکٹھا کرتا ہے اور دوسرا پھر فی ایکڑ پیداوار کا تخمینہ حاصل کر کے ہمارے بورڈ کو فراہم کرتا ہے جس کی calculation کے بعد پھر پنجاب میں announcement ہوتی ہے ایک تو ان کا purpose یہ ہے کہ کتنے لاکھ ایکڑ میں گندم بوئی گئی ہے اور اس کی پیداوار یہ ہوئی اور دوسرا purpose ان کا یہ ہے کہ وہ فصل کی حالت بتانے میں expert ہیں۔ وہ تین سروے کرتے ہیں ایک جنوری، دوسرا مارچ اور تیسرا اپریل کے آخر میں کرتے ہیں۔ اس کی نگرانی ہمارا ایگریکلچر آفیسر کرتا ہے۔ تمام مواضعات میں 1010 پر plants تیار کئے جاتے ہیں، اس کو visit کیا جاتا ہے، اس کو inspect کیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کا تخمینہ یہاں ہیڈ کوارٹر پر بھیجا جاتا ہے۔ انہوں نے 2002 کے بارے میں سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ 03-2002 میں تقریباً ایک کروڑ 50 لاکھ 67 ہزار ایکڑ رقبے پر گندم بوئی گئی تھی اور

انہوں نے دوسرا سوال یہ کیا تھا کہ اس کی پیداوار کی کیا average آئی ہے لیکن اس پر میں نے یہ جواب دیا ہے کہ اس وقت ہماری 28 من فی ایکڑ average ہے لیکن اس وقت بیماری کی وجہ سے 25 من فی ایکڑ آیا تھا لیکن وہ پچھلے سال سے 5 فیصد زیادہ ہے۔ ہمارا ایک پورا ڈیپارٹمنٹ ہے جو day and night field میں کام کرتا ہے اور ہم اپنی عوام اور گورنمنٹ کو صحیح figures provide کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے دوسرا بھی ایک قصہ عرض کیا تھا اس کے ساتھ comparison کرکے مشرقی پنجاب کی اوسط زیادہ ہے یا ہماری اوسط زیادہ ہے۔ اگر وہاں زیادہ ہے تو اس کی کیا وجہ ہے اس کے بارے میں بھی کچھ رہنمائی فرمائیں۔ وزیر موصوف نے اس حصے کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایگریکلچر!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میرے دوست پہلے بھی انڈیا کی بات کرتے ہیں لیکن میں اس پر اپنی reservation رکھتا ہوں وہ اس لئے کہ ان کی فی ایکڑ پیداوار twenty nine point something ہے لیکن وہاں پر جو facilities provide ہوتی ہیں وہ شاید وقاص صاحب کے علم میں ہو کہ وہ پانی تقریباً مفت دیتے ہیں، pesticides provide کرتے ہیں، بیج provide کرتے ہیں، levelling وہ کر چکے ہیں اور اس کے بعد وہ کسانوں کو facilitate کرتے ہیں۔ ہم فخریہ انداز میں یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے farmer کو کوئی subsidy نہیں دے رہے اس کے باوجود ہم نے پنجاب میں ایک کروڑ 70/72 لاکھ ٹن گندم پیدا کی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! وزیر موصوف خود فرما رہے ہیں ہم کوئی subsidy نہیں دیتے ہیں۔ مشرقی پنجاب میں حکومت اپنے کسانوں کو جو سہولتیں فراہم کر رہی ہے وہ اگر آپ بھی کر رہے ہوں تو اس صورت میں تو یہ اوسط اور بہتر ہو جائے گی۔ آپ اس credit کو اپنے کھاتے میں کیسے ڈال رہے ہیں؟

وزیر زراعت: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ This credit goes to farmers. وہ facilitate کر رہے ہیں ہم facilitate نہیں کر رہے لیکن اس کے باوجود ہم ان کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ this

appreciation goes to our farmers. لیکن اب ہم نیو ٹیکنالوجی indict کر رہے ہیں۔ ہم لیزر levelling کر رہے ہیں، water coursing کر رہے ہیں، ہم فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کی طرف گامزن ہیں اور انشاء اللہ عنقریب آپ دیکھیں گے کہ پنجاب اناج گھر بن جائے گا۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض احمد صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! محترم لودھی صاحب سے سوال پوچھنے سے پہلے میری ایک گزارش ہے کہ کوئی بھی حکومت ہو میں کسی حکومت کا نام لیتا ہوں نہ ہی میں موجودہ حکومت پر کوئی تنقید کرنا چاہتا ہوں۔ میرا ہرگز یہ مقصد ہے اور نہ ہی لودھی صاحب پر میرا تنقید کرنے کا کوئی ارادہ ہے لیکن یقین جانیں جب سے پاکستان بنا ہے محکمہ زراعت اور اریگیشن نے پاکستان کی زراعت کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ ضمنی question کریں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! جس طرح کہ راجہ بشارت صاحب چاہتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر پر بات نہ ہو۔ آپ دیکھیں کہ محکمہ اریگیشن میں الیکشن شروع کرا دیئے گئے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ نے agriculture پر ضمنی question کرنا ہے اور بات آپ کر رہے ہیں اریگیشن پر۔ آپ agriculture پر ضمنی question کریں، اریگیشن کہاں سے نکل آیا؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔ آپ بھی زمیندار ہیں، میں بھی زمیندار ہوں۔ پنجاب کا ایوان ہو اور زمینداروں کی بات کرنے کی اجازت نہ ہو، اس سے بڑا کوئی ظلم اور ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ relevant رہ کر ایگریکلچر پر بات کریں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کی ساری باتیں مان لیں۔ میں کسی گورنمنٹ کا نام نہیں لیتا، میں تو محکمے کی بات کرتا ہوں۔ زراعت کے محکمے سے صرف اتنا پوچھیں کہ ان کی کارکردگی بیج کی نئی اقسام اور فی ایکڑ پیداوار کے لئے کسی ایک فصل کا بتا دیں اور اگر انڈیا سے تمام فصلیں آدھے سے بھی کم نہ ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ لودھی صاحب نے 29 من کہہ دیا ہے۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب! ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ پاکستان کے اندر اچھی پیداوار دینے والے بیج کی اچھی variety کون سی ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ہم شفق اور سحر نئی variety لے کر آئے ہیں۔ اس کے باوجود ہماری پہلی varieties انقلاب، اقبال اور بھکر زیر کار ہیں اور میں یہ facts and figures کی بات کر رہا ہوں۔ راجہ صاحب میرے بھائی ہیں وہ کہہ رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ریکارڈ کی بات ہے ہم نے پچھلے سال ایک کروڑ 68 لاکھ ٹن گندم پنجاب میں پیدا کی۔ اس سے پچھلے سال ایک کروڑ 72 لاکھ ٹن گندم اسی بیج اور اسی facility کے ساتھ پیدا کی لیکن پاکستان کی کل پیداوار 2 کروڑ 10 لاکھ ٹن ہے جس میں سے ایک کروڑ 72 لاکھ ٹن پنجاب پیدا کر رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ہمارے سائنسدانوں کا بیج ہے، ہمارا ہی بیج ہے۔ ہم بغیر facility کے اتنی progress حاصل کر رہے ہیں تو یہ انڈیا کی کیسے بات کر رہے ہیں۔ آج ہم 5 لاکھ ٹن گندم export کر رہے ہیں اور یہ اخباروں میں آ رہا ہے۔ ہم اللہ کی مہربانی سے اس میں خود کفیل ہو گئے ہیں تو اس ہاؤس اور پنجاب کو خوش ہونا چاہئے تو یہ کیوں پریشان ہیں؟

جناب سپیکر: حاجی اعجاز احمد صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح ابھی انہوں نے اپنے بیان میں فرمایا ہے کہ انڈین گورنمنٹ نے وہاں پر کسانوں کو بہت ساری سہولتیں دی ہیں جس کی وجہ سے ان کی پیداوار ہم سے زیادہ ہے۔ وزیر موصوف مجھے صرف یہ بتادیں کہ گورنمنٹ آف پنجاب کوئی ایسا منصوبہ بنانا چاہتی ہے کہ ہم اپنے کاشتکاروں کو وہ سہولتیں دے سکیں جو انڈیا دے رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایگریکلچر!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اگر سہولت کی بات کی جائے تو آج تک ہمارے کھیتوں کی levelling نہیں ہوئی تھی۔ ہم اپنے کسانوں کو facilitate کر رہے ہیں۔ ایسے نہیں بات، پھر سننے کی بھی ہمت کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: راجہ صاحب! پلیز سنیں۔ جی، لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ہم نے Lazer Levelling Machine باہر سے منگوائی۔ اس کے بعد ہمارے یہاں پر بن رہی ہے۔ ہم ہر یونین کونسل میں وہ مشین provide کر رہے ہیں۔ اس مشین کی قیمت 3 لاکھ 20 ہزار روپے ہے لیکن اس کو آدھا subsidies گورنمنٹ کر رہی ہے اور

آدھا زمیندار کرتا ہے۔ چیف منسٹر پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ by the end of this year یہ مشین ہر یونین کونسل میں provide کر دیں گے۔ اس سے levelling کرنے کا فائدہ ہو گا۔ اس طرح سے ہم اپنے کسانوں کو ڈیڑھ لاکھ کی subsidy provide کر رہے ہیں تاکہ ان کی field ہموار ہو سکے جبکہ انڈیا 25 سال پہلے field ہموار کر چکا ہے اور ہم اس کو آج کر رہے ہیں۔ اس کا کریڈٹ ہماری گورنمنٹ کو جاتا ہے، ہمارے صدر پاکستان کو جاتا ہے، ہمارے پرائم منسٹر کو جاتا ہے اور ہمارے چیف منسٹر پنجاب کو جاتا ہے کہ ہم ایک لیزر لیولنگ مشین ہر یونین کونسل کو دے رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! جب 2003 میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اقتدار دیا اور ان کو بھی اپوزیشن کا موقع ملا۔ اس وقت فی من کی قیمت -/300 روپے تھی۔ یہ کریڈٹ اس گورنمنٹ کو جاتا ہے کہ ہم نے -/300 سے -/350 کیا، -/350 سے -/400 کیا اور -/400 سے -/415 روپے کیا۔ یہ سہولت کس کو دی ہے، یہ سہولت ہم نے کسانوں کو دی ہے اور یہ ان کا حق بنتا ہے۔ اس کا رزلٹ یہ مل رہا ہے کہ bumper crop ہو رہی ہے اور آج ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ ہم گندم ایکسپورٹ کر رہے ہیں اور مصر ہمارا سب سے بڑا گاہک ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! حاجی اعجاز صاحب نے پوچھا تھا کہ کون سی سہولیات کسانوں کو دی جا رہی ہیں۔ محترم وزیر زراعت نے بہت ساری سہولیات کا بتا دیا ہے۔ ایک سہولت جو وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے دنوں مہیا کی ہے وہ میں جناب کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ٹیوب ویل ٹائم میٹر سپلائی کئے گئے ہیں اور رات آٹھ بجے سے لے کر صبح سات بجے تک اس کے بل پر 25 فیصد چھوٹ ہے جو کہ پنجاب گورنمنٹ سبسڈائز کر رہی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) میں انھوں نے لکھا ہے کہ کسانوں کو جو advice دی جاتی ہے اس میں متوازن کھاد کا زیادہ استعمال ہے۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت اتفاق سے زراعت کا محکمہ زیر بحث ہے میں یہ عرض کروں گا کہ فیلڈ میں یہ پوزیشن ہے کہ DAP کھاد جو کہ ہر فصل سے پہلے ڈالی جاتی ہے۔ ظلم یہ ہے کہ 14/15 روز کے اندر -/700 روپے فی بوری سے اس کی قیمت -/1440 روپے فی بوری ہو گئی ہے اور پورے پنجاب کا کسان انتہائی پریشان ہے۔ اگر گورنمنٹ کا کسی قسم کا کوئی کنٹرول ہے تو بتایا جائے۔ میں اس پر شدید احتجاج بھی کرتا ہوں اور آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ اس کا میکینیزم ہے کہ 14/15 روز میں -/700 روپے کی بوری -/1440 روپے کی ہو گئی ہے اس کے بارے میں کوئی بات بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کو چاہئے تھا کہ شکایت کرنے سے پہلے کم از کم یہ appreciation کر جاتے کہ جو کہتے ہیں کہ کیا ہم کسانوں کو کیا سہولیات دے رہے ہیں۔ یہ اسی گورنمنٹ کا کام ہے کہ ہم نے DAP کو -/250 روپے کم کر کے اس کھاد کو -/850 روپے کر دیا۔ جو یوریا کھاد یہاں پیدا ہوتی ہے اور جو باہر سے آتی ہے وہ -/1100 روپے فی بیگ ہوتی ہے لیکن ہم اس کو -/550 روپے میں فروخت کرتے ہیں، یہ سہولت ہے۔ اگر کوئی شکایت ہے تو زیادہ کنٹرولنگ اتھارٹی فیڈرل گورنمنٹ ہے لیکن ہم خاموش نہیں ہیں۔ ہم اس کا نوٹس لے رہے ہیں۔ اگر کوئی مثال ڈاکٹر صاحب کے پاس ہے تو مجھے بتائیں تو ہم انشاء اللہ فوراً اس پر ایکشن لیتے ہوئے ٹھیک کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ انتہائی سنجیدہ معاملہ ہے۔ انھوں نے مثال مانگی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ چار پانچ روز پہلے میرے ڈرائیور نے دوران ڈرائیونگ یہ کہا کہ میں نے دو ایکٹر زمین مستاجری پر لی ہوئی ہے۔ میں نے مہینہ پہلے ایک DAP کی بوری اس میں ڈالی تھی اور اس نے کہا کہ کل میں نے اسی طرح اپنی جیب کے اندر -/700 روپے ڈال کر کھاد کے ڈیلر کے پاس گیا اور میں نے اسے کہا کہ مجھے یہ بوری چاہئے، جب میں نے -/700 روپے نکال کر اس کو دیئے تو اس نے کہا کہ بھائی صاحب یہ آپ جیب میں رکھ لیں۔ اب یہ بوری -/1440 روپے کی ملے گی۔ میں یہ first hand مثال وزیر موصوف کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے جو فیلڈ کے افسران ہیں ان کے ذمہ لگائیں کہ وہ معلوم کریں کہ فیلڈ کے اندر کسان کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے اور اس کی rectification کرائی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ جز (الف) میں انھوں نے پنجاب میں ضلع وار پیداوار کا لکھا گیا ہے۔ اس میں جو ضلع وار فہرست مجھے فراہم کی گئی ہے اس میں گوجرانوالہ ڈویژن میں ضلع وار لکھا گیا ہے لیکن گجرات ضلع میں جو تحصیل سرائے عالمگیر جس میں تھانہ کھاریاں اور سرائے عالمگیر ہے۔ اس میں un-irrigated area ایک لاکھ 65 ہزار ایکٹر لکھا گیا ہے اور اسی نہر کی وجہ سے ضلع سرگودھا 1898 میں آباد ہوا اور جتنی نہریں بنی ہیڈ رسول، ہیڈ جگو، ہیڈ منگلہ، شادیوال پاور ہاؤس سب اس نہر پر ہیں۔ آج تک اس ڈویژن میں سب سے زیادہ un irrigated area سرائے عالمگیر میں ہے جس کو پانی نہیں دیا گیا۔ موجودہ اور پچھلی حکومت کسی نے کچھ نہیں کیا اور وزیر اعلیٰ پنجاب بھی اسی ضلع سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ 1985 سے پہلے راولپنڈی ڈویژن تھا اب یہ گوجرانوالہ ڈویژن ہے۔

جناب سپیکر: آپ کون سے سوال کی بات کر رہے ہیں؟

چودھری اعجاز احمد سماں: پہلا سوال اور پہلا جز ہے۔

جناب سپیکر: کون سا جز ہے۔ آپ Irrigation کی بات کر رہے ہیں اور سوال Agriculture کا چل رہا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے جو un irrigated area لکھا ہے وہ سب سے زیادہ ہے۔ کیا وہاں پر یہ پیداوار بڑھانے کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں جو نہر وہاں سے گزرتی ہے اس کا پانی اس کو نہیں ملتا۔ یہ محکمہ زراعت کا فرض ہے کہ ان لوگوں کو پانی پہنچائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، شکریہ۔ محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! آج زراعت کے بارے میں سوالات ہیں۔ اس میں گندم آتی ہے جو کہ خواتین سے بہت زیادہ متعلقہ ہے۔ دن بدن گندم مہنگی ہوتی جا رہی ہے اور لودھی صاحب بڑے آرام سے کھڑے ہو کر اس طرح آسانی سے جواب دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! جز (ج) میں انھوں نے تقریباً تیرہ پوائنٹ گندم کے اہداف کو زیادہ کرنے کے لئے دیئے ہوئے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اصل چیز زرعی آلات کے کارخانے ہیں جس میں غریب کسان کو تھریشر کے لئے مارا مارا پھرنا پڑتا ہے اور اس کا کرایہ دینا پڑتا ہے۔ ٹیوب ویل

کا کرایہ دینا پڑتا ہے تو انھوں نے کیا اقدامات کئے ہیں کیونکہ ان تیرہ پوائنٹس کے اندر زرعی آلات کا کہیں بھی نام نہیں ہے۔ مجھے ان سے صرف یہ پوچھنا ہے کہ جن اضلاع میں زرعی آلات کے کارخانے ہیں ان کو بہتر کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں اور کہاں کہاں نئے کارخانے لگائے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! مجھے اس سوال کی سمجھ نہیں آئی۔ ادھر آواز کم ہے اگر بی بی مجھے دوبارہ بتادیں تو میں ان کا شکر گزار ہوں گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! اپنا سوال repeat کر دیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! جز (ج) کے آخری پیرے میں لکھا ہوا ہے کہ آئندہ سال کے اہداف کو پورا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جائیں گے اور ان کے اہداف نچلی سطح تک پہنچا کر ان کے حصول کی مسلسل کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر! یہ 2003 کا سوال ہے اور اب 2007 ہے۔ یہاں پر تیرہ پوائنٹس دیئے گئے ہیں۔ جن میں گندم کی زیادہ پیداواری صلاحیت کی حامل اقسام کے بیج، کاشتکاروں کو اچھا بیج، متوازن کھاد کا زیادہ استعمال، مہیا پانی کا منصفانہ استعمال، جڑی بوٹیوں کا بروقت تدارک، کیڑے مکوڑوں اور بیماریوں کا بروقت انسداد اور باقی بھی تیرہ پوائنٹس ہیں لیکن اس میں زرعی آلات کا کارخانہ جہاں پر تھریشرز بنائے جاتے ہیں جہاں پر زرعی آلات استعمال ہوتے ہیں، ان کے جو کارخانے ہیں ان کی بہتری کے لئے آپ نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ایگریکلچر منسٹر صاحب!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! انہوں نے زرعی آلات بنانے کی بات کی ہے۔ یہ جو پوائنٹس دیئے ہوئے ہیں یہ فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے دیئے ہوئے ہیں اور ہم نے میڈیا کے ذریعے بھی لوگوں کو apprise کیا ہے کہ یہ طریق کار استعمال کیا جائے۔ جہاں تک زرعی آلات بنانے کا تعلق ہے یہ میاں چنوں، ملتان، ڈسکہ اور گوجرانوالہ میں ہے، ہر جگہ پر ہماری مشینری بن رہی ہے اور ہم ارزاں قیمت پر لوگوں کو مہیا کر رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، ناظم شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہمارے بھائی جو ماشاء اللہ 1970 کے ساتھی ہیں میں آپ کی وساطت سے ان سے ضمنی سوال کروں گا کہ انہوں نے گندم کی فی ایکڑ پیداوار اور ٹوٹل بھی بتادی۔ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ اس ملک پاکستان میں یا پنجاب میں کون کونسی اقسام کی گندم کی کاشت ہو رہی ہے اور خصوصی طور پر میں یہ کہوں گا کہ جس سے یہ starch قسم کی macronies, pastries وغیرہ بنتی ہیں جیسے club wheat ایک قسم ہے او باقی بھی کئی اقسام ہیں یہ اس کی تفصیل بتادیں۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ جیسے آپ کو بھی علم ہے کہ cross breed سے ہمیشہ بہتر نتائج سامنے آتے ہیں۔ اگر گندم کے بیج یہاں لاہور سے ملتان میں کاشت کئے جائیں تو اس کی پیداوار زیادہ آتی ہے اور ملتان کا بیج اگر ادھر آ جائے یعنی north سے south چلا جائے، south سے north آ جائے، west سے east آ جائے تو پیداوار زیادہ ہو گی۔ ہوتا یہ ہے کہ جب ہم seed لیتے ہیں اور میں ہمیشہ بیج سیڈ کارپوریشن سے لیتا ہوں مگر وہ ملتان کا ہی بیج ملتا ہے۔ میں نے کئی دفعہ ان سے request کی ہے کہ آپ ہمیں north ایریا لاہور، فیصل آباد یا سیالکوٹ سے بیج لا کر دیں تو اس کے بہت بہتر نتائج آ سکتے ہیں۔ یہ میرے دو سوال ہیں کہ کیا ان کے زیر نظر ایسی کوئی تجویز ہے یا آئندہ جیسے میں نے تجویز دی ہے اور اگر ان کو پسند ہے تو اس پر عملدرآمد کریں اور دوسرا یہ بتادیں کہ یہ macronies اور pastries وغیرہ کے لئے جو گندم کی اقسام ہیں وہ کتنی کتنی کاشت ہوتی ہیں اور کون سے ایریا میں ہوتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ایگریکلچر منسٹر صاحب!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! شاہ صاحب کے آموں کے باغ ہیں۔ یہ آم کی بات کریں گندم کی یہ کیا بات کر رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: اگر یہ آموں کی اقسام کی بات کرتے ہیں تو پھر سنیں، لنگڑا، لٹور، دسہری وغیرہ اور اس کے علاوہ کئی قسمیں ہیں یہ آموں کی اقسام مجھ سے پوچھیں۔

جناب سپیکر: بہر حال وہ گندم کی اقسام پوچھ رہے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! شاہ صاحب میرے دوست ہیں۔ یہ میرے پاس تشریف لائیں، چائے وغیرہ پلائیں گے اور گندم سے تمام واقفیت کروائیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: یہ ہمارے ساتھی ہیں۔ یہ اس وقت جا کر رہتے تھے اور انہوں نے بھی آموں کے باغ دیکھے ہوئے ہیں اور ان کو اقسام کا بھی پتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ایگریکلچر منسٹر صاحب!

وزیر زراعت: ان کو چاہئے کہ ساری اسمبلی کو آموں کی دعوت دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ان سے پوچھیں کہ کیا اس سال انہوں نے اس باغ کے آم نہیں کھائے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ان کا مائیک تو ٹھیک کرا دیں تا کہ ان سے ہمارا رابطہ جڑا رہے۔ ہمارے تین زون ہیں۔ ایک arid zone ہے، ایک rice zone ہے اور ایک cotton zone ہے۔ شاہ صاحب ہمارے cotton zone میں آباد ہیں اور بڑی اچھی کاشتکاری کرتے ہیں۔ ہمارا فیلڈ سٹاف جا کر ان کو یہ بتاتا ہے کہ گندم کا فلاں بیج اس زون کے لئے مناسب ہے اور فلاں بیج اس زون کے لئے مناسب ہے۔ ان کا جو کاٹن ایریا ہے اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ ان کی پیداوار دن بدن بڑھ رہی ہے تو کاٹن ایریا میں گندم لیٹ ہو جاتی ہے کیونکہ اس کی آخری چنائی اکتوبر نومبر میں چلی جاتی ہے اور اس کے بعد وہاں پر جو یہ اقسام اگاتے ہیں وہ بھی پیداوار پوری دے رہی ہیں۔ یہ اقسام تو بے شمار ہیں جو میں نے گنی ہیں اور وہاں پر ہماری سیڈ کارپوریشن certified بیج مہیا کرتی ہے اور پرائیویٹ کمپنیاں بھی مہیا کر رہی ہیں لیکن میں اس ہاؤس سے یہ کہتا ہوں کہ ہماری سیڈ کارپوریشن جو بیج مہیا کرتی ہے وہ certified ہوتا ہے جو ہر depot پر میسر ہے اور کاشتکار وہاں پر واقفیت حاصل کر کے گندم اگاتے ہیں اور اسی وجہ سے ہم اس کی ترقی کر رہے ہیں اور ماشاء اللہ آگے بڑھتے جائیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے پہلا سوال یہ کیا تھا جس گندم سے macaronies pastry, starch بنتا ہے اس کی اقسام یہ کہاں کہاں کاشت کرتے ہیں؟ ویسے تو دیکھیں کہ 6000(BC)۔Mesopotania میں first of all یہ use ہوئی اور وہاں سے اس کی development ہوتے ہوتے کیونکہ مختلف مراحل میں یہ develop ہوئی۔ جیسے rice کا آپ دیکھیں کہ (10000(BC جنوبی ایشیا میں کاشت ہوتا تھا۔ پہلے مکئی برازیل میں کاشت ہوئی مگر وہاں سے develop ہو کر ہمارے پاس آئی۔ آج گندم کی جو دوسری اقسام ہیں مگر جن سے macaronies یا pastry وغیرہ وہ اور قسم ہے یا starch جو بنتا ہے وہ اور ہے وہ کھانے کے لئے

بہت کم استعمال ہوتی ہے۔ میں نے وہ پوچھا ہے کہ وہ قسم کہاں پر کاشت ہوتی ہے اور اس کی کتنی کاشت ہوتی ہے۔ میں ویسے آپ کی اطلاع کے لئے کہتا ہوں کہ اگر کل ہاؤس چلا تو بتاؤں گا اور اگر کل نہ ہوا تو پھر جب یہ اجلاس دوبارہ ہوگا تو میں Botany کی کتاب لا کر آپ کے سامنے رکھ دوں گا تو پھر اس میں آپ خود دیکھ لیجئے گا کہ اس میں کتنی اقسام ہیں اور وہ کس طریقے سے develop ہوئی ہیں؟

محترمہ نشاط افزاء: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: محترمہ! کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! صرف ایک شعر پڑھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے ضمنی سوال کرنا ہے شعر نہیں پڑھنا۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! شعر عرض ہے۔

یہ کیسا دستور زباں بندی ہے تیری محفل میں
یہاں بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین بھی اس ایوان کا حصہ ہیں لیکن ہمارے ساتھ مسلسل یہی ہو رہا ہے کہ ہم سارا دن کھڑی رہتی ہیں مگر ہمیں بولنے کے لئے وقت نہیں دیا جاتا۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس پر کوئی general discussion تو نہیں ہونی۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! اگر آپ یہ سمجھیں کہ یہ میرا غیر متعلقہ سوال ہے لیکن اسی پر آکر ہی میری بات ختم ہوگی۔ کل آپ نے ایک کمیٹی مقرر کی تھی تو اسی پر ہی متعلقہ میرا سوال ہے کہ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ جھوٹ ہے یا غلط ہے۔ ہم بڑے مشکور ہیں کہ آپ نے یہ کمیٹی بنائی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ یہ حکومت ساڑھے چار سال سے جھوٹ پر جھوٹ بولے چلی جا رہی ہے، تقریروں میں، تصویروں میں اور ہر بات میں یہ

قوم کے ساتھ فراڈ کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! آپ ان [******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

محترمہ نشاط افزاء: میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ ان کے لئے بھی کمیٹیاں بنائی جائیں جو یہ [**] بول رہے ہیں۔

محترمہ خالدہ منصور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! میں کافی دیر سے کوشش کر رہی تھی کہ مجھے آج یہ جو گندم کے حوالے سے سوال ہے اس پر بات کرنے کا موقع ملے اس لئے کہ میرے علاقے میں ایک بہت ہی serious problem گندم کے حوالے سے ہے، آپ بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتی ہوں کہ ہمارے گاؤں 127/RB جس کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں جو کہ آپ کے ووٹرز بھی اور سپورٹرز بھی ہیں۔ حالیہ بارشوں کی وجہ سے ہمارے 25 خاندان جو کہ چھوٹے کاشتکار ہیں جن کی گندم پانچ، چھ، سات اور آٹھ ایکڑ تھی جو کہ ساری کی ساری خراب ہو گئی ہے کیونکہ پہلے وہ سیم زدہ زمین تھی اور جب بارشیں ہوئیں اس میں پانی گھٹنوں تک کھڑا ہو گیا۔ ان تمام لوگوں کی گندم خراب ہو گئی ہے اور ان کے لئے بہت problem ہے۔ میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گی کہ اگر وہ ان کی کچھ رہنمائی کر سکیں یا ان کو کوئی ٹیکنیکل اسسٹنس دے سکیں کیونکہ جو سیم نالہ ہے وہ ان زمینوں سے کچھ فاصلے پر ہے اگر ان زمینوں کے ساتھ ساتھ ایک ایسی نالی بن جائے جو کہ سیم نالے میں گرے تو ان سب کی زمینیں بچ سکتی ہیں۔ یہ فصل تو ان کی خراب ہو گئی ہے لیکن اگر حکومت ان کو ٹیکنیکل اسسٹنس دے تو آئندہ فصل کاشت ہو سکتی ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گی کہ اس علاقے میں جو زراعت کے آفیسر ہیں اگر آپ ان کو ہدایات دیں تو وہ ان زمینداروں کے ساتھ مل کر بات کر سکتے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! ایک اور بات جو میں آج کے اس question کے حوالے سے وزیر صاحب کے گوش گزار کروں گی کہ جہاں انہوں نے یہ بتایا کہ ہم کسانوں کو بہت سی رعایت دے رہے ہیں یا ان کو زراعت کے متعلق اطلاعات دے رہے ہیں۔ میں ایک گزارش کرنا چاہوں گی کہ اگر یہ زمین سیم زدہ ہو گئی ہے، وہ زمین اور دوسری زمین کی مٹی کی ٹیکنیکل انسپکشن کروائیں اور کسانوں کو یہ ہدایات دیں کہ وہ کس قسم کی فصلیں زمین میں کاشت کریں تو میرے خیال میں ہمارے علاقے کا بہت بڑا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! پرانے زمانے میں جب کبھی تعلق قائم کیا جاتا تھا تو بزرگ ان کے آباؤاجداد کے بارے میں جاننا ضروری سمجھتے تھے کہ origin کیا ہے۔ مسلم لیگ کی بنیاد قائداعظم محمد علی جناح ہیں جنہوں نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں تھا۔ جن کے بارے میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کہا ہے کہ اگر مجھے پتا ہوتا کہ جناح کو ٹی بی تھی تو میں پاکستان کی تکمیل delay کر دیتا کیونکہ اس کے بعد کسی لیڈر میں دم خم ہی نہیں تھا کہ جو پاکستان بناتا۔ ان کے لیڈر ذوالفقار علی بھٹو اور بے نظیر بھٹو تو سراپا جھوٹ تھے۔ آپ بتادیں کہ سچ ہم بولتے ہیں یا یہ بولتے ہیں۔ آئینے میں اپنا چہرہ نظر آتا ہے جو جھوٹے ہوتے ہیں انہیں جھوٹے ہی نظر آتے ہیں۔ ہمارا تو origin آپ دیکھ لیں کہ کتنا pure ہے اور مسلم لیگ ایک pure جماعت ہے جن کا مقصد ہی عوام کی خدمت اور سچائی پر قائم ہے۔ ویسے بھی ہمارے لیڈر نے کہا تھا کہ اتحاد، تنظیم اور سچائی یہ ہمارے basic themes ہیں۔ شکریہ

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں معزز اراکین اسمبلی سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایجنڈا کا سب سے اہم آئٹم وقفہ سوالات ہوتا ہے اور ایک سوال پر ہی تقریباً میرا خیال ہے کہ کوئی چالیس پینتالیس منٹ کے لگ بھگ تقریباً 15/16 ضمنی سوالات ہوئے۔ ضمنی سوال تو کیا تقریریں شروع ہو گئیں۔ زراعت پر متعلقہ ضمنی سوال کرنا ہے، کوئی دوست آبپاشی کی بات کر رہا

ہے، کوئی مسلم لیگ کی بات کر رہا ہے، کوئی پی پی پی کی بات کر رہا ہے۔ خدارا! یہ ایجنڈے کا اتنا اہم آئٹم ہے اور ہم ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ میرے دیکھنے میں دو معزز اراکین نے relevant ضمنی سوال کئے ہیں ایک حاجی اعجاز صاحب کا تھا۔ وزیر صاحب! ان کا سوال یہ تھا آپ نے on the floor of the House کہا جب سوال ہوا، کسی معزز رکن نے کہا کہ جی انڈیا میں گندم کی پیداوار کیوں زیادہ ہے اور پاکستان میں کیوں کم ہے۔ آپ کا فرمان تھا کہ انڈیا میں زمیندار کو حکومت زیادہ facilitate کر رہی ہے لیکن میں اپنے کاشتکاروں کو appreciate کرتا ہوں کہ ان کی محنت اور کوشش کی وجہ سے حالانکہ ہم اتنا facilitate نہیں کر پا رہے جتنا کہ انڈیا والے کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی ہماری پیداوار بہت اچھی ہے۔ ان کا ضمنی سوال یہ تھا کہ جو سہولتیں انڈیا والے اپنے کاشتکار کو دے رہے ہیں کیا حکومت ارادہ رکھتی ہے کہ وہ بھی اس ملک اور اس صوبے کے اندر بھی وہی سہولتیں دی جائیں۔ کیونکہ آپ کے جواب سے بھی یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اگر وہ سہولتیں دی جائیں تو ہم لوگ انڈیا سے بھی زیادہ پیداوار لے سکتے ہیں۔ ایک تو ان کا یہ سوال تھا، ایک سوال ناظم حسین شاہ صاحب کا تھا کہ یہ جو گندم کا بیج ہے یہ اگر ایک ضلع سے دوسرے ضلع نارتھ سے ساؤتھ، ساؤتھ سے نارتھ شفٹ کیا جائے تو اس سے بھی ان کی بات ٹھیک ہے کہ پیداوار پر اثر پڑتا ہے۔ آپ نے جواب دیا تھا کہ تین زون ہیں اور ان زون کو مدنظر رکھتے ہوئے بیج کی تشخیص کی جاتی ہے کہ کون سا بیج کس علاقے میں، یقیناً بارانی علاقے کا بیج اور ہے، نہری علاقے کا اور ہے، شمالی علاقہ جات میں اور کاشت کرتے ہیں، جنوبی میں اور کرتے ہیں، سنٹرل پنجاب میں اور کرتے ہیں لیکن شاہ صاحب کا جو سوال تھا یہ تین زون ہیں۔ 35 اضلاع کے تین زون ہم نے بنائے ہیں، 35 اضلاع کے اگر تین زون بھی بنیں تو یہ سات آٹھ یا دس اضلاع پر ایک زون بنا۔ ایک زون میں جو بیج ایگریکلچر نے تشخیص کیا اس کو اگر ایک دوسرے ضلع میں شفٹ کر دیا جائے تو تھوڑا بہت پیداوار میں فرق پڑتا ہے اور بہتر طریقہ سے پیداوار لی جا سکتی ہے۔ یہ دو ہی questions پورے چالیس منٹ میں ناظم حسین شاہ صاحب کا اور حاجی اعجاز صاحب کا یہ relevant تھے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی معزز رکن بات کرتا ہے ہم وقفہ سوالات پر عام بحث شروع کر دیتے ہیں۔ ابھی یہ بڑے ضروری سوال ہیں، کئی سوال ایسے ہیں کہ ان کا سال بعد نمبر آیا ہے لیکن ہم نے سارا وقت ضائع کر دیا ہے صرف ایک سوال پر ہی، میری آپ سے گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ ضمنی سوال دو یا تین ہونے چاہئیں۔ کوئی منسٹر صاحب کو زچ کرنے کا مقصد نہیں ہے منسٹر صاحب کی آپ رہنمائی کرتے

ہیں کہ جو پہلے گورنمنٹ کے نوٹس میں کوئی چیز نہیں تو آپ ذرا گائیڈ لائن دے دیں کہ اس طریقے سے ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں اس بات پر معذرت خواہ ہوں کہ مجھے آپ کی قطع کلامی نہیں کرنی چاہئے تھی مگر ہم ہمیشہ آپ کی محبت سے سرفراز ہوتے رہتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ میرے دوسرے سوال کا بھی جواب نہیں آیا وہ بڑا اہم ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ساڑھے چھ ہزار بی سی پہلے Mesopotania میں گندم کاشت ہوئی اور پہلے پیغمبر جنہوں نے گندم کاشت کی وہ حضرت لوط علیہ السلام تھے جنہیں یہ طریقہ بتایا قدرت نے بتایا۔ جیسے حضرت ادریس علیہ السلام جنہوں نے کپڑا بننا وغیرہ سکھایا۔ حضرت لوط علیہ السلام جنہوں نے کھیتی باڑی کی ابتداء کی۔ وہاں سے مختلف مراحل میں مختلف اقسام کی گندم کاشت ہوتی رہی اور یہ آتی رہی۔ میں نے یہ سوال کیا ہے، میں اس کے پچھلے پس منظر میں گیا ہوں اور میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ میں نے کہا ہے کہ جن سے یہ پیسٹری یا سٹارچ قسم کا میکارونیز یہ اور قسم کی گندم ہے یہ پہاڑی علاقے میں کاشت ہوتی ہے۔ ہم جو گندم کاشت کرتے ہیں نیچے سے اس کی بہت ساری شاخیں نکلتی ہیں وہ اس کی ایک ورائٹی ہے۔ ہم اس وقت سٹارچ قسم کی پیسٹری اور میکارونی وغیرہ ہم یہ گندم import کرتے ہیں تو اس لئے میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا اس قسم کی کاشت کون کون سے علاقے میں ہو رہی ہے اور کیا اس کی availability ہے یا نہیں۔ اس کو بھی شامل کر دیں اور ویسے میں آپ کو کل یا پرسوں کتاب دکھا دوں گا۔ آپ اس کا بھی مطالعہ کریں کہ کتنی اقسام ہیں اور وزیر موصوف اس کا بھی نوٹس لے لیں؟

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ یہ وقفہ سوالات بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور بڑا ٹائم ضائع ہوتا ہے لیکن میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ یہاں پر 03-2002 کے سوال یعنی چار سال پرانی بات ہم کر رہے ہیں اور اصل میں ہم اپنے آپ سے مذاق کر رہے ہیں اور دوسرے نمبر پر یہ کہ آپ چار سال سے اس ہاؤس کے سپیکر ہیں اور ماشاء اللہ آپ پہلے بھی کئی دفعہ ممبر اسمبلی رہ چکے ہیں۔ کیا آج تک جتنے سوالوں پر اپوزیشن کی طرف سے یا حکومت کی طرف سے جو بات کی جاتی ہے کوئی ایک ممبر یہاں سے اٹھ کر کہہ دے کہ بات کرنے کا کبھی کوئی فائدہ ہوا ہے۔

کوئی ایک ممبر کہہ دے کہ یہاں پر ہم جو بات کرتے ہیں اس کا محکمے پر اور محکمے کی کارکردگی پر؟

جناب سپیکر! ہم چار سال پرانی بات کر رہے ہیں۔ چار سال پہلے حالات کچھ تھے اور آج حالات کچھ ہیں۔ آج کمپیوٹر کا دور آ چکا ہے اور کھالوں پر کمپیوٹر لگ چکے ہیں۔ اب اس وقت چار سال پہلے کی بات کریں تو اس کا کون موازنہ کرے گا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اس کا یقیناً فائدہ ہو گا جو بات اس ہاؤس میں ہوتی ہے اس کا فائدہ ہوتا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں نے تو آج تک نہیں دیکھا۔ یہ محکمے جو بے لگام ہو چکے ہیں، میں کسی ایک محکمے کی بات نہیں کرتا۔ یہ خاص طور پر زراعت اور اریگیشن کا محکمہ بالکل بے لگام ہے اور ان پر کوئی گرفت نہیں ہے اور یہ اس ملک کی تباہی کا باعث بن رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میرے سوال کا نمبر 2427 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید احسان اللہ وقاص: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سبزیوں کی اگیتی اقسام کی تیاری اور برآمد کے لئے اقدامات کی تفصیل

*2427: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں سبزیوں کے کاشتکاروں کو سبزیوں کی تاخیر سے آمد شروع ہونے کی وجہ سے بہت کم قیمت ملتی ہے جبکہ سندھ کی سبزیوں کے بہت جلد مارکیٹ میں آنے کی وجہ سے بہت زیادہ مہنگی فروخت ہوتی ہیں اور وہاں کے کاشتکاروں کو بہت اچھا معاوضہ مل جاتا ہے؟

(ب) کیا محکمہ زراعت نے ایسے بیج تیار کئے ہیں جنہیں استعمال کر کے پنجاب میں بھی سبزیوں کی اگیتی فصلات حاصل کی جا سکیں؟

(ج) بحیثیت مجموعی سبزیوں کی کاشت کے فروغ اور اس کی برآمد کی حوصلہ افزائی کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

وزیرزراعت:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔ ہر سبزی کی کاشت کے لئے مخصوص موسمی حالات کی ضرورت ہوتی ہے، سندھ میں ساحل کے قریب موسم معتدل ہوتا ہے، اس کی وجہ سے گرمیوں کی سبزیوں کی کاشت سارا سال جاری رہتی ہے اور کاشتکاران اگیتی سبزیوں کو پنجاب میں مارکیٹ کرکے زیادہ منافع کماتے ہیں یہ سبزیاں بہت تھوڑے رقبہ پر کاشت ہوتی ہیں جس کی وجہ سے پیداوار کم ہوتی ہے، مارکیٹ میں کم مقدار میں فراہم ہونے کی وجہ سے اس کی قیمت زیادہ مل جاتی ہے جبکہ پنجاب میں مخصوص موسم میں زیادہ رقبہ پر فصل کاشت ہونے کی وجہ سے مارکیٹ میں سپلائی بڑھ جاتی ہے جس سے نرخ کم ہو جاتے ہیں۔

(ب) ادارہ تحقیقات سبزیات فیصل آباد نے پھول گوبھی، مولی، شلجم، ٹماٹر اور مٹر کے اگیتے بیج تیار کر لئے ہیں جن سے کاشتکار حضرات بھرپور فائدہ حاصل کر رہے ہیں تاہم گرمیوں کی سبزیاں اگیتی حاصل کرنے کے لئے ٹنل ٹیکنالوجی بھی متعارف کروائی گئی ہے جس کی بدولت پنجاب میں موسم گرما کی سبزیاں (گھیا کدو، کھیرا، کریلا، گھیا توری، حلوہ کدو، ٹماٹر اور مرچ) تقریباً دو ماہ اگیتی حاصل کرنا ممکن ہو گیا ہے اس کے لئے وسط اکتوبر سے آخر اکتوبر تک بوائی کی جاتی ہے سردی سے بچاؤ کے لئے ٹنل کو پلاسٹک سے ڈھانپ دیا جاتا ہے، فروری میں جب عام فصل کی کاشت کا موسم ہوتا ہے اس سے پیداوار حاصل ہونا شروع ہو جاتی ہے، اس طریقہ کاشت سے پیداوار اور مارکیٹ میں نرخ زیادہ ہونے کی وجہ سے کاشتکار کو خاصا منافع ہو جاتا ہے۔

(ج)

i- محکمہ زراعت زرعی مطبوعات، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور براہ راست کاشتکاروں کو معلومات فراہم کرکے سبزیوں کی بہتر پیداوار کے لئے کوشاں ہے، کم لاگت سے پیدا ہونے والی ان سبزیوں کو برآمد کرکے زر مبادلہ کمایا جاسکتا ہے۔

ii- سبزیوں کی کاشت کے فروغ اور اس کی برآمد کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت پاکستان نے ہارٹیکلچر ڈویلپمنٹ اینڈ ایکسپورٹ بورڈ (Horticulture Development and Export Board) تشکیل دیا ہے۔

(iii- محکمہ زراعت پنجاب نے بحیثیت مجموعی سبزیوں کی کاشت کے لئے ایک جامع پروگرام تشکیل دیا ہے جس کے تحت ٹنل ٹیکنالوجی کو فروغ دیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے محکمہ زراعت کے اڈاپٹیو ریسرچ فارموں پر تجرباتی طور پر اس ٹنل ٹیکنالوجی کو متعارف کروایا جا رہا ہے اس کے حوصلہ افزاء نتائج کی روشنی میں اس جدید ٹیکنالوجی کو پورے صوبہ پنجاب میں متعارف کروایا جائے گا تاکہ کاشتکاروں کی سبزیوں کی جلد برداشت اور بروقت مارکیٹ میں آمد میں مددگار ثابت ہو اور وہ اس سے مناسب منافع کما سکیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم سوال ہے کیونکہ پنجاب کے زمیندار کا براہ راست اس کے ساتھ تعلق ہے۔ جس میں یہ پوچھا گیا ہے کہ پنجاب میں سبزیوں کے حوالے سے محکمہ کا کیا کردار ہے۔ میں ضمنی سوال سے پہلے ایک چھوٹی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت Constitution کے تحت Provincial subject ہے اور پنجاب کے اندر اتنا بڑا potential موجود ہے کہ ہم بڑے پیمانے پر سبزیوں کی ایکسپورٹ کے ذریعے ملک کے لئے بڑا زر مبادلہ کما سکتے ہیں لیکن وفاق کی طرف سے یہ ایک وتیرہ بنا لیا گیا ہے کہ ہر معاملے میں وہ صوبائی حکومت پر قبضہ کر لیتے ہیں اور اپنے محکمے بنا دیتے ہیں۔ اب اس جواب کے جز (ج) میں فرمایا گیا ہے کہ ہارٹیکلچر ڈویلپمنٹ اینڈ ایکسپورٹ بورڈ وفاق کی سطح پر قائم کیا گیا ہے۔ بھئی! وفاقی سطح پر تو کوئی کوآرڈینیشن کا ادارہ ہونا چاہئے۔ صوبے کے اندر اس طرح کے ادارے بننے چاہئیں جو اس معاملے میں کوئی کردار ادا کریں۔ اس تمہید کے ساتھ میں ضمنی سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ زراعت کے اندر آپ نے سبزیوں کی کاشت بڑھانے کے لئے اور مخصوص موسمی حالات کی وجہ سے، جو ٹنل ٹیکنالوجی ہے، اس کے لئے آپ نے کوئی خصوصی شعبہ قائم کیا ہے جو اس معاملے میں کردار ادا کرتا ہو اور دوسرا یہ کہ جز (ج) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ محکمہ زراعت کے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پہلے ایک کا جواب آ لینے دیں ورنہ یہ لمبا ہو جائے گا۔ جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! شاہ صاحب نے بڑا اچھا سوال کیا ہے اور میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو ٹنل ٹیکنالوجی کو متعارف کروایا ہے اور اس کے ذریعے چونکہ گرمیوں کی سبزیوں اور سردیوں کی سبزیوں کا مخصوص ٹمپریچر ہوتا ہے اور مخصوص موسم ہے۔ جہاں تک سندھ کی سبزی کا تعلق ہے اور وہ بھی شاید اسی میں جواب دوں یا بعد میں پوچھیں تو اس کا جواب ہو گا لیکن ہم نے ٹنل ٹیکنالوجی متعارف کروائی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے گرمیوں کی سبزیوں کا بیج آپ کے فیصل آباد میں پیدا کیا ہے اور متعارف کروایا ہے جو کہ زیادہ پیداوار دیتی ہیں۔ چاہے وہ کوئی بھی سبزی ہو، گرمیوں کی ہو یا سردیوں کی لیکن اس کے باوجود ہم نے ٹنل ٹیکنالوجی شروع کی ہے اور اس پر ہماری adoptable research ہے اور تجربات کے ذریعے ہم اس ٹیکنالوجی پر پہنچ گئے ہیں کہ ہم بے موسمی سبزیاں اگانے میں کامیاب ہو رہے ہیں اور کاشتکاروں کو اس کے بدلے زیادہ رقم آمدنی کی صورت میں حاصل ہوتی ہے اور اس میں ٹنل ٹیکنالوجی شروع کی گئی ہے۔ اس میں لوہے کی ضرورت ہے، اس میں گس کی ضرورت ہے جو مہنگا ہے لیکن ایک ایکڑ میں متعارف کروانے کے لئے جو دو دو لاکھ، تین تین لاکھ روپیہ لگتا ہے لیکن ہمارے لوگ اس پر آ رہے ہیں اور انشاء اللہ میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس ٹیکنالوجی کے ذریعے غیر موسمی سبزیاں اگانے میں کامیاب ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ ہوں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے کہ جیسے انہوں نے غیر موسمی سبزیوں کا کہا ہے تو گزارش یہ ہے کہ سب کا مسئلہ ہے۔ آپ کا بھی مسئلہ ہے اور میرا بھی ہے اور پورے ایوان کا ہے کہ سبزیات پر عموماً بھنڈی، توری اور ٹماٹر پر ایسی سپرے کی جاتی ہے یعنی سپرا سائیڈ آپ لے لیں، پولوٹرین سی لے لیں۔ پولوٹرین سپرے کپاس کے اوپر ہوتی ہے اور اس لئے ہوتی ہے کہ وہ ٹینڈے کے اندر سرایت کر جاتی ہے اور اس کا پندرہ دن effect رہتا ہے تاکہ کپاس کی فصل کیڑے سے محفوظ رہے۔ اسی طریقے سے سپرا سائیڈ کا بھی تقریباً پندرہ دن کا tenure ہے تو بھنڈی کے اوپر یہ پولوٹرین سی سپرے صبح کی جاتی ہے اور شام کو اس کو collect کر کے صبح منڈی میں لاتے ہیں اور یہ لشکری سنڈی جو گوبھی کے اوپر ہوتی ہے اس کا بہت attack ہوتا ہے اب کچھ لوگ اس طرح کر رہے ہیں کہ گوبھی کا پھول توڑا اور اسے سپرے کے ایک پورے بھرے ہوئے ڈرم کے اندر ڈال دیتے ہیں وہ کیڑا مر جاتا ہے اور پھر اس کو نکال کر صبح منڈی میں لے آتے ہیں۔ ٹماٹر کا granose ڈالتے ہیں جس کا 40 دن تک اثر رہتا ہے جو گنے کی فصل میں ڈالا جاتا ہے تاکہ گنے کی فصل کیڑے سے محفوظ رہے۔ میری آپ کی وساطت سے اتنی لمبی بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا وزیر زراعت اس قسم کا کوئی بندوبست کر رہے ہیں کہ یہ جو مضر صحت، لوگوں میں عموماً آپ دیکھیں کہ ہیپاٹائٹس سی بڑھ رہا ہے اور السر کی بیماری بڑھ رہی ہے۔ لوگوں کی صحت

سے یہ لوگ کھیلتے ہیں کیا کوئی ایسا منصوبہ ہے کہ ان کے لئے تادیبی کارروائی ہو سکے تاکہ یہ سبزیاں جن پر معمولی قسم کی سپرے ہوتی ہیں جس کا 24 گھنٹےaffect ہو، ان کو اجازت ہو، اس قسم کی اجازت نہ ہو۔ کیااس کے متعلق انہوں نے کچھ سوچا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ اس سپرے کی بات کر رہے ہیں جو سبزیوں پر کیا جاتا ہے یا مختلف فصلوں پر کیا جاتا ہے لیکن ان کے علم میں ہے کہ ہمارا فیلڈ ڈیپارٹمنٹ جو ایکسٹینشن ہے وہ کھیت سے کھیت اور کونسل سے کونسل تک جا کر یہی لوگوں کوapprise کرتا ہے کہ یہ یہ پیسٹی سائیڈ اس کے لئے ضروری ہے، کب ضروری ہے اور کب نہیں لیکن جہاں تک سبزیوں کا ایریا ہے وہاں پر ہماراPest Warding Field جوday to day کام کرتا ہے اور ان کو آگاہ کرتا ہے اور پھر پرائیویٹ کمپنیوں پر ہماری گرفت ہے اور ان کو چیک کیا جاتا ہے کہ یہ ایسی مضر صحت کوئی دوائی تو فروخت نہیں کر رہے جوinsect کرتی ہے لیکن یہ ایک پورا سسٹم ہے جو چل رہا ہے اور یہ ایسی بات تو نہیں ہے کہ خدا نخواستہ سبزی پیدا کرتے کرتے کسی کو نقصان پہنچائیں۔ We are doing our best کہ ان کو کنٹرول کیسے کیا جاتا ہے اور ہم اپنے ڈیپارٹمنٹس کے ذریعے فیلڈ کے ذریعے pest warding کرنے کے ذریعے ہم اس کو کنٹرول کر رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال کیا تھا کہ کیا سبزیات کی ترقی کے لئے اس کوimprove کرنے کے لئے محکمہ زراعت پنجاب کے اندر کوئی خصوصی شعبہ قائم ہے اور اگر قائم ہے تو اس کو کونhandle کر رہا ہے اور اس نے اب تک کیا کردار ادا کیا ہے؟ اس کے حوالے سے کوئی جواب نہیں آیا۔ اس کی ذرا وضاحت فرما دیتے تو میں ٹنل سے متعلق سوال کرنے والا تھا اور آپ نے ٹنل والے سوال سے تو مجھے روک دیا تھا۔ وہ میں نے سوال ہی نہیں کیا اور اس کا انہوں نے جواب ارشاد فرما دیا ہے اور جو میں نے یہ پوچھا کہ کیا محکمہ زراعت میں سبزیات کی بہتری کرنے کے لئے اور اس کا بیجdevelop کرنے کے لئے کوئی خصوصی شعبہ موجود ہے اگر موجود ہے تو اس کا کیا کردار ہے اس کی کوئی وضاحت نہیں آئی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! شعبہ موجود ہے ہمارے فیصل آباد ریسرچ سنٹر میں سبزیوں کا شعبہ موجود ہے جو گرمیوں اور سردیوں کی سبزیوں کا بیج پیدا کر رہے ہیں اس کے علاوہ vegetable and fruit ایک ہم نے پراجیکٹ شروع کیا ہے اور یہ پراجیکٹ 54 کروڑ روپے سے اسی بجٹ سے شروع کیا ہے جو کہ vegetable and fruit کوئی نرسری پیدا کرنے کے لئے، بیج پیدا کرنے کے لئے، لوگوں کو apprise کرنے کے لئے، اس کی آمدنی بڑھانے کے لئے، پیداوار بڑھانے کے لئے اور اس کو اس لیول پر لے جانے کے لئے تاکہ ہم ایکسپورٹ کر سکیں ایک پورا پراجیکٹ جو ہم نے 54 کروڑ سے شروع کیا اور ہمارا ایک ڈی۔جی vegetable and fruit پر کام کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، کلو صاحب!

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ عرض کرنا چاہوں گا اور ان کے نوٹس میں یہ لاؤں گا کہ میرے علاقہ ضلع خوشاب میں ایک جگہ ہے کھوڑا، وہاں ایک دو زمینداروں نے گوبھی اور ٹماٹر بغیر موسم کے جب یہاں سے سارے پنجاب میں ختم ہو جاتا ہے تو وہاں انہوں نے تجربہ کیا اور وہاں سے بغیر موسم کے گوبھی اور ٹماٹر آتا ہے اور کافی مہنگا بکتا ہے چونکہ وہ natural ہے تقریباً اس پر pesticides بھی استعمال نہیں کی جاتی کم ہی استعمال کی جاتی ہیں۔ بڑی fertile وادی ہے وادی سون۔ میں منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ کیا ان کا محکمہ پوری وادی سون جو خوشاب میں انتہائی زرخیز وادی ہے۔ وہاں پر بارشیں بہت ہوتی ہیں اور زمین بہت اچھی ہے۔ یہ تو زمینداروں نے خود اپنے طور پر تھوڑے سے لیول پر وہاں پر کر لیا۔ اگر گورنمنٹ توجہ دے تو وہاں پوری وادی سے گوبھی، ٹماٹر اور دوسری سبزیاں انتہائی مقدار میں پیدا کی جا سکتی ہیں۔ کیا ان کے محکمہ زراعت کو اس کا علم ہے یا ان کا محکمہ وہاں پر کوئی development کرنا چاہتا ہے یا نہیں کرنا چاہتا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں نے ابھی آپ کے سامنے یہ گزارش کی ہے ہم نے اسی سلسلے میں جو معتدل آب و ہوا ہے اس کا available ہونا ان کی وادی میں available ہونا اور مری کی طرف available ہونا اور سمندر کے کنارے پر available ہونا وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ وہاں سارا سال فصلیں اگتی رہتی ہیں لیکن ہم نے پراجیکٹ شروع کیا ہے جو ہم نے بڑی قیمت لگا کر

شروع کیا ہےاور وہ search کر رہے ہیں کہ کس کس جگہ پر اس کی نرسری کو introduce کیا جائے اور وہاں پر اس کی ترقی بڑھانے کے بعد اس کو ہم export کریں گے۔ اسی کی بات میرے دوست کر رہے ہیں کہ ہم مختلف جگہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ کہاں نرسری پیدا ہو گی، کہاں اس پر before time سبزی اگائی جائے گی اور کہاں اس کی قیمت ادا کی جائے گی اور کیسے اس کو ایکسپورٹ کیا جائے گا۔ یہ ہم نے ایک بہت بڑا پراجیکٹ شروع کیا ہے ایک ڈائریکٹر لگایا ہے جو اس کو co-ordinate کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ چیئر کے پاس کوئی ٹائم indicate کرنے کا انتظام موجود ہونا چاہئے۔ ایک دن آپ نے دس منٹ پہلے وقفہ سوالات ختم کر دیا تھا اور آج بیس منٹ اوپر ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات کے؟

رانا ثناء اللہ خان: جی، وقفہ سوالات کے، آپ ٹائم چیک فرمالیں۔

جناب سپیکر: یہ لیٹ شروع کیا تھا۔

رانا ثناء اللہ خان: دس بج کر بیس اور پچیس منٹ کے درمیان شروع ہوا تھا اور تقریباً یہ بیس منٹ سے اوپر ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کچھ ٹائم پوائنٹ آف آرڈرز پر بھی لگا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن جناب سپیکر! کبھی تو آپ ایسا نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: چلیں یہ آخری سوال ہے اس کے بعد پھر next شروع کرتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محکمے نے یہ بات کی ہے کہ سبزیوں کی کاشت اور اس کی بہتری کے لئے ٹنل ٹیکنالوجی کو فروغ دیا جائے گا۔ اس کا جواب 03-07-24 کو وصول ہوا تھا اور اس کو ساڑھے

تین سال گزر گئے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ ٹنل ٹیکنالوجی فائدہ مند رہی ہے تو پنجاب میں اب تک اس کو کتنے رقبے میں introduce کروایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اس پر ہم نے اسے اپنے فارم کی زمینوں پر experiment کیا کیونکہ یہ ایک costly منصوبہ ہے اس لئے ہم آہستہ آہستہ زمینداروں کو یہ introduce کر رہے ہیں جیسے آپ کے فیصل آباد کے گردونواح میں دو تین چکوک ہیں جہاں پر انہوں نے اس کو introduce کیا ہے اور They are earning a lot of money ہمارا ایک شعبہ Adopter Research شعبہ ہے جہاں پر ہم نے اس کو شروع کیا اگر آپ اس کی cost دیکھیں تو ایک ایکڑ میں بڑی ٹنل کی کاشت پر دس مرلہ والی دس ٹنل لگتی ہیں اور اس پر ایک لاکھ 47 ہزار روپے cost آئے گی۔ جس پر سولہ مرلہ والی چھ ٹنل لگے گی تو فی ایکڑ تقریباً دو لاکھ روپے cost آئے گی، اگر اس پر کمائی ہو گی تو اس پر cost بھی تو لگے گی ناں۔ ہمارے Adopter Research وہاں پر تجربہ کر کے لوگوں کو سمجھا کر یہ introduce کر رہے ہیں کہ وہ اس پر آئیں تاکہ شہروں کے ارد گرد سبزیوں کی بہتات ہو۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! حکومت ان لوگوں کی کیا مدد کر رہی ہے جو ٹنل ٹیکنالوجی کے ذریعے کاشت کرنا چاہتے ہیں اور کیا رہنمائی کر رہی ہے؟ انہوں نے رہنمائی کے بارے میں تو بتا دیا کہ Adopter Research فارم پر کام کر رہے ہیں لیکن کیا subsidize کرنے کے لئے بھی حکومت نے کوئی پالیسی بنائی ہے کہ یہ ان کی ٹنل ٹیکنالوجی کو متعارف کرانے میں حکومت کوئی subsidize میں حصہ ڈالے؟

جناب سپیکر! زراعت پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہے آپ سے زیادہ اس کو کون جانتا ہے؟ آپ یہاں صرف سبزیوں کو ہی بہتر بنالیں، آپ زراعت کو بہتر بنالیں۔ ہمارا ملک جو موجودہ خوشحالی کا نام نہاد چرچہ ہے اس سے کئی آگے جا سکتا ہے۔ کیونکہ خود وزیر موصوف نے یہ تسلیم کیا ہے کہ کسی معاملے میں گورنمنٹ کی کوئی سرپرستی نہیں ہے۔ لوگ خود باصلاحیت اور باہمت ہیں اور محب وطن ہیں وہ اپنی کوششوں سے کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں لیکن حکومت کو بھی تو کوئی کردار ادا کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس کو take up

کرتے ہیں۔

وزیرزراعت: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

کھال پختہ کرنے کے لئے امداد کی سکیم، 2002تا2004، پختہ کردہ کھالوں اور اخراجات کی تفصیل

*5779: جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیرزراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا صوبہ میں اپنی زمین رکھنے والوں کے کھال پختہ کرنے کے لئے کوئی امدادی سکیم موجود ہے۔ اگر ہے تو اس کی شرائط کیا ہیں؟

(ب) سال2002 سے2004 تک کتنے کلو میٹر کھال صوبہ پنجاب میں پختہ کئے گئے اور اس پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی ضلع وار تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیرزراعت:

(الف) صوبہ پنجاب میں ایسے نہری کھالہ جات اور ان کی برانچیں پختہ کی جاتی ہیں جو کاشتکاروں کی مشترکہ اور حکومت سے منظور شدہ ہوں۔ زمینداروں کی ذاتی برانچوں کو پختہ کرنے کے لئے کوئی امدادی سکیم موجود نہ ہے۔

(ب) سال2002 سے2004 تک کل 2,443 کھال پختہ کئے گئے اور ان کی 1,797 کلو میٹر لمبائی کو پختہ کیا گیا ان کھالوں پر تقریباً 77 کروڑ 85 لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔ ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، 2000تاحال، بھرتی اور ٹرانسفرز کی تفصیلات

*6228: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیرزراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2000 سے آج تک زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں گریڈ 1 سے16 تک کتنے ملازمین بھرتی کئے گئے ان کے نام، تعلیمی قابلیت اور گریڈ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) موجودہ وائس چانسلر کے عہدہ کا چارج سنبھالنے کے بعد آج تک کون سے انتظامی عہدوں کے ملازمین کو تبدیل کیا گیا، ان کے نام، عہدہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) یکم جنوری 2000 سے 23-11-2004 تک زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں گریڈ ایک تا سولہ کل 379 ملازمین بھرتی کئے گئے جن کے نام، تعلیمی قابلیت اور گریڈ وار تفصیل ملحقہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) موجودہ وائس چانسلر صاحب نے مورخہ 16-02-2004 چارج سنبھالنے کے بعد 23-11-2004 تک مندرجہ ذیل انتظامی عہدوں کے ملازمین کو تبدیل کیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:۔

نام و عہدہ مع دفتر	تبدیلی کی جگہ
1۔ علی احمد اسسٹنٹ رجسٹرار اسٹیبلشمنٹ سیکشن	وائس چانسلر آفس (یہ پہلے بھی وائس چانسلر آفس میں اضافی ڈیوٹی کر رہے تھے)
2۔ سید محسن شاہ سیکرٹری ٹو وی سی	کنٹرولر امتحانات آفس

شعبہ واٹر مینجمنٹ محکمہ زراعت، قبائلی امیدواروں کے لئے عمر میں رعایت کا مسئلہ

*6436: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حالیہ بھرتیوں میں محکمہ زراعت واٹر مینجمنٹ میں قبائلی امیدواروں کو 3 سال عمر کی حد میں رعایت دی جا رہی ہے؟

وزیر زراعت:

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ محکمہ زراعت اصلاح آبپاشی میں خالی اسامیوں کے تحت بھرتی میں تمام امیدواروں کو حکومت پنجاب کی پالیسی 2004 کے تحت بھرتی کیا گیا ہے اور عمر کی حد میں پانچ سال کی رعایت بھی پالیسی کے تحت دی گئی ہے۔

شعبہ "دالیں" ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کی منتقلی روکنے کا مسئلہ

*6570: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ "شعبہ دالیں" ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کو ختم کرکے ایرڈ زون ریسرچ انسٹیٹیوٹ بھکر میں ضم کیا جارہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایرڈ زون ریسرچ انسٹیٹیوٹ بھکر صرف چنے کی دال پر ریسرچ کر رہا ہے اور باقی دالوں کے لئے اس علاقہ کی آب و ہوا مناسب نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ "شعبہ دالیں" ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کی بھکر منتقلی سے اس ادارہ میں کام کرنے والے سینکڑوں ملازمین کو شدید مشکلات کا سامنا ہوگا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ادارہ کی منتقلی سے قبل مجاز اتھارٹی سے منظوری بھی حاصل نہیں کی گئی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت "شعبہ دالیں" ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کی منتقلی کا ارادہ ختم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) جی نہیں۔ یہ درست نہ ہے۔ ایسی کوئی تجویز محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے زیر غور نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ایرڈ زون ریسرچ انسٹیٹیوٹ بھکر صرف چنے پر ریسرچ کر رہا ہے، بلکہ یہ ادارہ چنے اور مونگ کی دال پر تحقیق کر رہا ہے جن کا زیادہ رقبہ ایرڈ زون میں ہے اور آب و ہوا بھی ان کے لئے موزوں ہے۔ اس کے علاوہ گندم پر بھی ریسرچ ورک ہو رہا ہے۔ گندم کی قسم "Bhakkar-2002" اس ادارہ کی منظور شدہ ہے جو ملکی لیول پر اچھے رزلٹ دے رہی ہے۔

(ج) چونکہ شعبہ دالیں ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کی بھکر منتقلی کی کوئی تجویز محکمہ / حکومت کے زیر غور نہ ہے۔ لہذا ملازمین کو مشکلات کا کوئی اندیشہ نہ ہے۔

(د) چونکہ محکمہ نے ادارہ کی منتقلی کے لئے حکومت کو کوئی تجویز ارسال نہ کی ہے لہذا مجاز اتھارٹی سے منظوری کا سوال نہ ہے۔

(ہ) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، 2004 تا حال، بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6669: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی، تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں گریڈ ایک سے سولہ تک 95 ملازمین اور گریڈ 17 سے 20 تک کل 111 ملازمین بھرتی کئے گئے جن کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل بالترتیب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سکیل نمبر 1 تا 16 میں میرٹ پر بھرتی ہونے والے ملازمین کی میرٹ لسٹ اور میرٹ بنانے کے طریق کار کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ سکیل نمبر 17 تا 20 میں بھرتی ہونے والے ملازمین کی میرٹ لسٹ اور طریق کار کی تفصیل بھی ایوان کی

میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افراد کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی برائے ملازمین گریڈ ایک تا 16 ملحقہ نمبر 3 کے کالم کیفیت / ریمارکس میں دیئے گئے ہیں جبکہ ملازمین گریڈ 17 تا 20 ملحقہ نمبر 6 میں دیئے گئے ہیں جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(د) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں یکم جنوری 2004 سے آج تک صرف گریڈ 1 تا 16 کے چھ ملازمین کورولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان میں سے پانچ ملازمین کو گورنمنٹ آف پنجاب سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر SORI (S&GAD)9-6/2003 بتاریخ 13-05-03 کے تحت عمر کی بالائی حد میں اور ایک ملازم کو زرعی یونیورسٹی فیصل آباد گریڈ ایک تا سولہ (Appointment and special condition of service) ڈرافٹ سٹیچوٹس 1988 کے پیرا گراف 15 کے تحت تجربہ میں رعایت دے کر بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل نیز رولز میں نرمی کی وجوہات ملحقہ نمبر 7 میں دی گئی ہیں ملحقہ نمبر 7 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں یکم جنوری 2004 سے آج تک کسی ملازم کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی نہیں کیا گیا۔

(و) مذکورہ بھرتی سے قبل مندرجہ ذیل اخبارات میں تشہیر کی گئی جن کے نام اور تاریخ درج ذیل ہیں:۔

گریڈ 17 اور اس سے اوپر مشتہر اسامیوں کی تفصیل

نمبر شمار	نام اخبار	تاریخ	نام اسامیاں
1-	دی نیشن	17-11-2001	ملحقہ نمبر 2 کے سیریل نمبر 7 والی اسامی
2-	دی نیشن	11-06-2002	ملحقہ نمبر 2 کے سیریل نمبر 57، 75، 76 والی اسامیاں
3-	دی نیشن	03-12-2002	ملحقہ نمبر 2 کے سیریل نمبر 58 والی اسامی
4-	نوائے وقت	01-04-2003	ملحقہ نمبر 2 کے سیریل نمبر 1 تا 6 اور 8 تا 56 والی اسامیاں
5-	دی نیشن	22-08-2003	ملحقہ نمبر 2 کے سیریل نمبر 59، 71، 72، 73، 74، 77 والی
6-	دی نیشن	13-12-2003	ملحقہ نمبر 2 کے سیریل نمبر 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70 والی اسامیاں

گریڈ ایک سے سولہ تک مشتہر اسامیوں کی تفصیل

7-	نوائے وقت	04-12-2002	ٹیلی فون آپریٹر، کمپوزیٹر
8-	دی نیشن	13-12-2000	شاپ فورمین
9-	جنگ	19-12-2003	کمپیوٹر ٹیکنیشن گرافکس، لیب ٹیکنیشن، ڈرافٹسمین، آرٹسٹ
10-	خبریں	18-11-2001	ٹریسر

اخبارات کی نقول ملحقہ نمبر 8 میں دی گئی ہیں جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

گوجرانوالہ، لیزر لیولنگ مشینز کی تعداد، استعمال اور کرایہ سے متعلقہ تفصیل

*7117: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ لیزر لیولنگ مشینز کتنی ہیں اور یہ کس کس ماڈل کی ہیں؟

(ب) یکم جنوری 2004 سے آج تک یہ مشینیں جن زمینداروں کو دی گئی ہیں ان کے نام، پتاجات نیز ان سے کتنا کرایہ وصول کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے لیزر مشین کا کرایہ -/200 روپے فی گھنٹہ ہے مگر اس ضلع کا ڈپٹی ڈائریکٹر کسانوں سے -/500 روپے فی گھنٹہ وصول کر رہا ہے؟

(د) کیا حکومت کسانوں کو یہ مشین -/200 روپے فی گھنٹہ کے حساب سے فراہم کرنے کے لئے مذکورہ ڈپٹی ڈائریکٹر کو ہدایات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کل آٹھ لیزر لیولنگ مشینیں ہیں جن میں چار عدد نئی اور چار عدد پرانی مشینیں شامل ہیں۔ نئی مشینیں چار عدد ٹریکٹرز (85 ہارس پاور) فیٹ 640 سپیشل اور پاکستان اٹامک انرجی کمیشن (Pinstech) اسلام آباد کی تیار کردہ "ایگرو لیزر یونٹ پر مشتمل ہیں جبکہ پرانی مشینیں سپیکٹرا فزکس، امریکہ سے درآمد شدہ ہیں۔

(ب) یکم جنوری 2004 سے آج تک یہ مشینیں جن زمینداروں کو دی گئیں ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان زمینداروں سے کل مبلغ -/4,28,880 روپے کرایہ وصول کیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ لیزر مشین کا کرایہ -/200 روپے فی گھنٹہ ہے اور اسی شرح سے کسانوں سے وصول کیا جاتا ہے۔ یہ درست نہیں کہ ضلعی آفیسر یا اس کا کوئی اہلکار -/500 روپے فی گھنٹہ یا اس سے زائد وصول کر رہا ہے۔

(د) گورنمنٹ کی طرف سے کسانوں کو -/200 روپے فی گھنٹہ کے حساب سے کرایہ وصول کرنے کے متعلق ہدایات متعلقہ آفیسرز کو پہلے ہی دی جا چکی ہیں نیز اس سے متعلقہ ضروری تشہیر اخبارات، رسائل اور ٹی وی کے ذریعہ گاہے بگاہے ہوتی رہتی ہے۔

گوجرانوالہ، 2004-05، پختہ کھالوں کی تعمیر اور فنڈز سے متعلقہ تفصیل

*7118: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 2004-05 میں گوجرانوالہ میں کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کتنی رقم شعبہ اصلاح آبپاشی کو دی گئی تھی اور اس سے کتنے کھالے پختہ کرنے تھے؟

(ب) مذکورہ مالی سال کے دوران اس ضلع میں کتنے کھالے پختہ کئے گئے اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ج) مذکورہ سال کے دوران کتنی رقم خرچ نہ ہو سکی اور اس سے کتنے کھالے تعمیر ہونے تھے؟

(د) جو رقم کھالوں کی تعمیر پر خرچ نہ ہوئی اس کی وجوہات کیا تھیں اور خرچ نہ کرنے والے افسران و اہلکاران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) مالی سال 2004-05 کے دوران نیشنل پروگرام کے تحت گوجرانوالہ میں کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کل رقم مبلغ 37.312 ملین روپے فراہم کی گئی تھی اور اس سے کل 90 کھالے پختہ کرنے تھے۔

(ب) مذکورہ مالی سال کے دوران اس ضلع میں کل 90 کھالے پختہ کئے گئے، اب تک ان کھالوں کی تعمیر کے لئے مبلغ 29.913 ملین روپے کی رقم (90 فیصد) دو اقساط میں کاشتکاروں کے مشترکہ اکاؤنٹ میں منتقل کی جا چکی ہے، جبکہ بقیہ رقم (10 فیصد) تیسری

قسط فیلڈ انجینئر NESPAK کی طرف سے تکمیلی رپورٹ کی باقاعدہ تصدیق کے بعد کاشتکاروں کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دی جائے گی۔

(ج) مذکورہ سال کے دوران کھالوں کی تعمیر کا ہدف حاصل کر لیا گیا ہے۔

(د) کھالوں کی تعمیر کے لئے مختص رقم منظور شدہ طریق کار کے مطابق خرچ کی جا رہی ہے، جس کی تفصیل اوپر جز(ب) میں دی گئی ہے اور کسی افسر یا اہلکار نے کوتاہی نہ کی ہے۔

گندم، چاول اور گنے کی نئی اقسام و فی ایکڑ پیداوار کی تفصیل

*7402: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ نے گزشتہ تین سالوں اور رواں مالی سال میں گندم، چاول اور گنا کی کتنی نئی اقسام متعارف کرائی ہیں ان تمام اقسام کی فی ایکڑ پیداوار کیا ہے؟

(ب) محکمہ ہذا نے زرعی ادویات اور صحت مند بیجوں کی فراہمی کے لئے کون کون سے اقدامات کئے ہوئے ہیں اور کن کن اقسام کے بیجوں کی فراہمی حکومتی اور نجی سطح پر کی جاتی ہے گزشتہ 2 سالوں کے اعداد و شمار دیئے جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اور اس کے معاون ادارہ جات نے گزشتہ تین سالوں اور رواں مالی سال میں گندم اور گنا کی بالترتیب چھ اور تین عدد نئی اقسام متعارف کروائیں جبکہ چاول کی اس عرصہ کے دوران کوئی بھی نئی قسم متعارف نہیں کروائی گئی تاہم باسمتی گروپ کی چار اور موٹے چاول کی دو لائنیں تیاری کے آخری مراحل میں ہیں، ہذا فصلات کی سفارش کردہ اقسام کی فی ایکڑ پیداوار حسب ذیل ہے:

سال 2002 تا 2005 میں تیار کردہ نئی اقسام اور پیداوار فی ایکڑ (من)

نمبر شمار	سال	نام قسم گندم	پیداواری صلاحیت فی ایکڑ (من)	سال	نام قسم گنا	پیداواری صلاحیت فی ایکڑ (من)
1۔	2002	اے ایس 2002	65	2002	ایچ ایس ایف 240	1500
2۔		اے ایس 2002	65		ایچ ایس ایف 234	1600
3۔		بھکر 2002	-ایضاً-	2003	---	---
4۔		جی اے 2002	-ایضاً-	2004	ایچ ایس ایف 245	1500
5۔		افق 2002	-ایضاً-	2005	---	---

6-	2003	منظور 2003	-ایضاً-
7-	2004	---	---
8-	2005	---	---

(ب) زرعی زہروں کی بروقت فراہمی اور معیار

محکمہ زراعت پنجاب معیاری زرعی ادویات کی بروقت دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے ہمہ وقت مصروف عمل رہتا ہے۔ زرعی ادویات کی درآمد تقسیم نجی شعبہ سرانجام دیتا ہے لہذا اس سلسلے میں درآمد / تقسیم نجی شعبہ سرانجام دیتا ہے لہذا اس سلسلے میں درآمد / تقسیم کنندگان کی ایسوسی ایشن کے اجلاس متواتر طلب کئے جاتے ہیں۔ جن میں زرعی ادویات کی مناسب مقدار کی بروقت درآمد اور ان کی کاشتکاران کو فراہمی جیسے امور بخیر و خوبی انجام دہی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ اہم فصلات مثلاً کپاس، گندم اور چاول کی کاشت کے سیزن میں یہ اجلاس مزید اہمیت اختیار کر جاتے ہیں کیونکہ تحفظ نباتات کے عوامل ان فصلات کی پیداوار کو براہ راست متاثر کرتے ہیں۔ ان اقدامات کے نتیجے میں سال 2005 کے دوران زرعی ادویات کی مناسب مقدار کاشتکاران کو بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہی اور کسی قسم کی کمی رپورٹ نہ کی گئی۔

محکمہ زراعت پنجاب کاشتکاران کو فراہم کی جانے والی زرعی ادویات کے معیاری اور ملاوٹ سے پاک ہونے کو بھی یقینی بناتا ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ کے نامزد انسپکٹر تقسیم کنندگان کے (Refilling Plants) گوداموں اور ڈیلروں کی دوکانوں سے وقتاً فوقتاً نمونے حاصل کر کے مقرر لیبارٹریوں کو برائے تجزیہ ارسال کرتے ہیں۔ کسی بھی نمونہ کے غیر معیاری / ملاوٹ شدہ ہونے کی صورت میں ذمہ دار اشخاص کے خلاف قانون کے تحت فوری کارروائی عمل میں لاکر عدالتوں سے سزائیں دلوائی جاتی ہیں۔

محکمہ زراعت کے سال 2003 تا 2005 کے دوران حاصل کردہ زرعی ادویات کے نمونہ جات کی تعداد اور موصولہ نتائج کی تفصیل درج ذیل جدول میں دی گئی ہے۔ ان اعداد و شمار سے عیاں ہے کہ مسلسل نگرانی کے نتیجے میں زرعی ادویات کا معیار سال بہ سال بہتر ہوا ہے اور کاشتکار کو معیاری ادویات کی فراہمی یقینی بنائی گئی ہے۔

سال	کل جتنے نمونے لئے گئے	جتنے نمونوں کو چیک کیا گیا	ان فٹ نمونے	جتنے فیصد نمونے ان فٹ ہوئے
2003	5683	5422	227	4.18
2004	6712	6548	175	2.67
2005	6162	5722	158	2.76

حکومت پنجاب کی طرف سے دیئے گئے چارٹر کے مطابق پنجاب سیڈ کارپوریشن کے ذمے صوبہ کی سالانہ مانگ برائے تصدیق شدہ بیج کا 50 فیصد مہیا کرنا ہے جبکہ بقیہ 50 فیصد صوبہ بھر میں فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے قائم کردہ 600 سے زائد پرائیویٹ کمپنیوں نے فراہم کرنا ہوتا ہے گزشتہ دو سالوں کے اعداد وشمار مندرجہ ذیل ہیں۔

سال 2003-04 — اعداد میٹرک ٹنوں میں

نام ایجنسی	فصل	ٹارگٹ	خرید کردہ بیج	تقسیم کردہ بیج
پی ایس سی	گندم	75000	69000.00	55987.00
پرائیویٹ سیکٹر	گندم	74088	65249.33	47881.33
پی ایس سی	دھان (فائن)	2000	1567.00	1384.00
پرائیویٹ سیکٹر	دھان (فائن)	3400	5404.00	3771.00
پی ایس سی	دھان (موٹا)	900	609.00	471.00
پرائیویٹ سیکٹر	دھان (موٹا)	1064	1886.00	1219.00

سال 2004-05 — اعداد میٹرک ٹنوں میں

نام ایجنسی	فصل	ٹارگٹ	خرید کردہ بیج	تقسیم کردہ بیج
پی ایس سی	گندم	75000	68000	51169
پرائیویٹ سیکٹر	گندم	74326	112352	79748
پی ایس سی	دھان (فائن)	2000	2430	1607
پرائیویٹ سیکٹر	دھان (فائن)	3641	5866	5211
پی ایس سی	دھان (موٹا)	600	747	747
پرائیویٹ سیکٹر	دھان (موٹا)	660	1217	1005

جہاں تک گنے کے بیج کی سپلائی کا تعلق ہے پنجاب سیڈ کارپوریشن اس کا بیج تیار نہ کرتی ہے۔

صوبہ میں محکمہ زراعت کی ضلع وار ملکیتی اراضی اور استعمال سے متعلقہ تفصیل

*7403: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ زراعت کی کتنی ملکیتی اراضی ہے اور کہاں کہاں واقع ہے تفصیل ضلع وار دی جائے؟

(ب) کیا یہ تمام رقبہ محکمہ زراعت کے زیر کاشت ہے یا یہ رقبہ دیگر افراد کو دیا گیا ہے تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

(ج) محکمہ کو گزشتہ تین سالوں میں اس جائیداد سے کتنی آمدنی حاصل ہوئی ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) محکمہ زراعت کے پنجاب بھر میں17 ذیلی شعبہ جات ہیں ان میں سے صرف10 شعبہ جات کے پاس ملکیتی زرعی اراضی ہے جو کہ تقریباً28735 ایکڑ ہے، جس کی ضلع وار اور مطلوبہ تفصیلات منسلکہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) مطلوبہ تفصیلات منسلکہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) مطلوبہ تفصیلات منسلکہ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

باغ جناح لاہور، گندے نالے کی صفائی اور ڈھانپنے کا مسئلہ

*7442: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) باغ جناح لاہور میں بہنے والے گندا نالہ کی سال میں کتنی مرتبہ صفائی کروائی جاتی ہے آخری مرتبہ کب صفائی کروائی گئی کیونکہ اس کی وجہ سے باغ کی خوبصورتی ختم ہو رہی ہے اور تعفن اور بدبو سے بیماریاں پھیلنے کا خدشہ ہے؟

(ب) کیا متعلقہ محکمہ اس کو ڈھانپنے یا بند کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

(ج) باغ جناح کی خوبصورتی بڑھانے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) باغ جناح میں بہنے والے گندا نالہ کی صفائی کی ذمہ داری محکمہ واسا کی ہے، انتظامیہ باغ جناح کی درخواست پر واسا انتظامیہ سال میں دو تین دفعہ اس گندا نالہ کی صفائی کرتی ہے، آخری مرتبہ صفائی10۔ستمبر2005 کو ہوئی تھی۔

(ب) واسا انتظامیہ اس گندا نالہ کی بحالی اور ڈھانپنے کی ذمہ دار ہے، اس بارے میں واسا انتظامیہ ہی بتا سکتی ہے کہ وہ اس کو کب ڈھانپ رہی ہے اور اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں۔ ہاں البتہ واسا کی سروے ٹیم نے اس گندا نالہ جو کہ گورنر ہاؤس سے آ رہا ہے اور باغ جناح سے گزرتا ہے کی بحالی کے لئے باغ جناح کا دورہ کیا اور اسے ہنگامی بنیادوں پر بحال کرنے کا عندیہ دیا ہے۔ واسا انتظامیہ کی جانب سے جاری کردہ خط کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ

دی گئی ہے۔

(ج) باغ جناح کی خوبصورتی مختلف پھولوں ہرے بھرے درختوں اور سرسبز گھاس والے پلاٹوں سے ہے۔انتظامیہ باغ جناح اس ضمن میں پوری کوشش کر رہی ہے کہ ان درختوں، سرسبز پلاٹوں کی خوبصورتی کو سردی کے موسم سے بچاکر رکھاجائے نیزآنے والے موسم بہار میں خوب پھول دکھائے جا سکیں جس کے لئے پنیریاں مکمل کی جاچکی ہیں اور زائد پنیریوں کو محفوظ بھی کیا ہوا ہے تاکہ موسم آنے پر مکمل پھول نظر آئیں۔

2۔ باغ جناح میں جوگنگ ٹریک باقاعدہ تیاری کے مراحل میں ہے، جس کے ساتھ ساتھ پھولوں کی کیاریوں اور خوبصورت لائٹوں کا انتظام کیا جارہا ہے تاکہ سیر کرنے والے حضرات پوری طرح سے لطف اندوز ہو سکیں یہ ساراکام عرصہ تین ماہ کے اندر مکمل ہو جائے گا۔(انشاءاللہ)

3۔ درختوں کی شکل کو درست کیا جارہا ہے تاکہ درختوں کے نیچے بھی سبزے کا انتظام کیا جا سکے نیز دور تک سکیورٹی کے حوالے سے دیکھا جا سکے۔

4۔ ٹریک کے ساتھ ساتھ نئے بنچ اور کوڑادان بھی لگوائے جارہے ہیں تاکہ سیر کرنے والے سیر کے دوران وقفہ بھی کر سکیں۔

5۔ باغ جناح کے داخلی دروازوں کی خوبصورتی کی طرف توجہ دی جارہی ہے جس کے لئے مال گیٹ پر تعمیری کام کیا جارہا ہے اسی طرح دوسرے داخلی دروازوں پر بھی خصوصی کام کروایا جارہا ہے۔

6۔ بجلی اور پانی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے بھی سکیمیں منظوری کے لئے گورنمنٹ کو بھیجی جاچکی ہیں۔

7۔ باغ جناح میں موجود پہاڑیوں جو کہ باغ کا ایک اہم حصہ ہیں ان کو خوبصورت کرنے کے لئے درختوں کی کانٹ چھانٹ کی جارہی ہے تاکہ خوبصورت پودوں کا اضافہ کیا جا سکے۔ اس ضمن میں اوپن ایئر تھیٹر کے گرد پہاڑی پر کافی کام کیا گیا ہے اور دوسری پہاڑیوں پر بھی کام جاری ہے۔

8۔ باغ جناح میں بچوں کی تفریح کے لئے دو چلڈرن پارک بنوائے گئے جن میں بچوں کی تفریح کے مختلف سازوسامان مہیا کئے گئے ہیں۔انشاءاللہ آنے والے موسم بہار میں باغ پھولوں سے مالامال نظر آئے گا۔

ڈی جی پیسٹ وارننگ کے فرائض و کارکردگی اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*8031: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر جنرل پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز پنجاب لاہور کے فرائض کیا ہیں؟

(ب) سال 05-2004 کے دوران کن کن زرعی ادویات کمپنیوں کے خلاف کارروائی کی گئی؟

(ج) جعلی زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(د) سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران اس ڈائریکٹوریٹ کی آمدن اور خرچ کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم گاڑیوں کی مرمت اور ڈیزل / تیل پر خرچ ہوئی؟

وزیر زراعت:

(الف) ڈائریکٹر جنرل پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز، پنجاب کے فرائض درج ذیل ہیں:-

* پنجاب بھر میں فصلات، باغات اور سبزیات وغیرہ پر کیڑوں مکوڑوں کا حملہ کو دیکھنے کے لئے پیسٹ سکاؤٹنگ کروانا۔
* کیڑے مکوڑوں کی روک تھام اور بیماریوں کے تدارک کے لئے موسم، ربیع اور خریف میں مہمات چلانا۔
* کیڑے مکوڑوں اور بیماریوں کے حملہ کی نوعیت کے متعلق ہفتہ وار رپورٹ تحصیل اور ضلع کی سطح سے حاصل کر کے اکٹھا کرنا اور شعبہ تحفظ نباتات اور متعلقہ اداروں کو حملہ کے بارے میں آگاہ کرنا۔
* نقصان دہ کیڑے اور بیماری کی بروقت روک تھام کے لئے کاشتکاروں کی رہنمائی کرنا۔
* کیڑے مکوڑوں اور بیماریوں کے حملہ کی ہفتہ وار رپورٹ کو ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات اور بذریعہ اشتہارات نشر کرنا تاکہ کاشتکاروں کی رہنمائی ہو سکے۔
* زہروں کی کوالٹی کو بہتر بنانے کے لئے ڈیلرز حضرات اور کمپنیوں کے سٹورز سے نمونہ جات لے کر تجزیہ کے بعد غیر معیاری آنے کی صورت میں متعلقہ ڈیلرز / کمپنیوں کے خلاف قانونی کارروائی کی نگرانی کرنا۔

* کسانوں کو حشرات اور بیماریوں کی صحیح اور بروقت روک تھام کے لئے مناسب تجاویز اور مشورے دینا۔
* کاشتکاروں اور شعبہ توسیع کے عملہ کو کیڑوں مکوڑوں کی پہچان اور مناسب زرعی ادویات کی تربیت کے لئے Training Session منعقد کروانا۔
* کسانوں کو ملاوٹ سے پاک زہروں کی فراہمی یقینی بنانا۔
* فصلات اور باغوں پر تحفظ نباتات سے متعلقہ مختلف تحقیقاتی تجربات اپنی زیر نگرانی کروانا۔
* صوبے اور وفاق کی سطح پر تحفظ نباتات کے متعلق مختلف میٹنگز اور سیمینارز میں شمولیت کرنا۔

محکمہ زراعت کا یہ شعبہ اس حوالے سے بھی بہت اہمیت کا حامل ہے کہ اس شعبہ کی رپورٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ ہفتہ کے لئے کیڑوں مکوڑوں کے متعلق حکمت عملی تیار کی جاتی ہے اور بذریعہ عملہ توسیع کاشتکاروں تک رہنمائی کی جاتی ہے۔

(ب) 2004-05 کے دوران درج ذیل زرعی ادویات کی کمپنیوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔

سال2004

نمبر شمار	کمپنی کا نام	زرعی ادویات کے نام	FIR نمبر مع تاریخ اندارج
1-	Image Agro Chemicals	Chlorpyrifos	533/04 dt:12-10-04
2-	-do-	Deltamethrin	497/04 dt:28-09-04
3-	Rehman Agro Chemicals	Imidacloprid	455/04 dt:16-09-04
4-	-do-	Isoproturon	-do-
5-	Sato Agro Services	Chlorpyrifos	336/04 dt:21-09-04

سال2005

نمبر شمار	کمپنی کا نام	زرعی ادویات کے نام	FIR نمبر مع تاریخ اندارج
1-	Advance Agrotech.	Masco	207/05 dt:26-06-05
2-	Starlet Agro Chemicals	Monomehypo	225/05 dt:31-08-05
3-	Pest Evo Agro Chemicals	-do-	225/05 dt:31-08-05
4-	Gulf Pesticides International	Cartap	226/05 dt:31-08-05
5-	Green Leaf Agro Chemicals	Monomehypo	227/05 dt:31-08-05
6	Dawn Agro Chemicals	Profinophos	313/05 dt:09-10-05
7	Any Agro Quality & Services	Chlorpyrifos	434/05 dt:25-09-05
8	-do-	Profinophos	435/05 dt:25-09-05
9	Sato Agro Services	Emamectin Benzoate	313/05 dt:22-10-05
10	Sun Shine Agro Chemicals	Carbofuran	176/05 dt:24-04-05
11	Messers of Lasani Agro	Monomehypo	133/05 dt:23-06-05
12	Muhammad Tayyab, Sales	Carbofuran	84/05 dt:20-06-05

(ج) سال 2004-05 میں زرعی ادویات کی ملاوٹ میں روک تھام کے خلاف جو اقدامات اٹھائے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

اقدامات	کل تعداد
*ڈیلر چیک کئے گئے	21665
*غیر لائسنس یافتہ ڈیلر پائے گئے۔	33
*زہروں کے نمونے لئے گئے۔	4938
*نمونے غیر معیاری ثابت ہوئے۔	45
*آدمی گرفتار ہوئے۔	117
ملزمان (جن کو سزا یا جرمانہ ہوا) (-/10000 روپے فی ملزم)	2

کل نمونہ جات میں سے 2.76 فیصد غیر معیاری پائے گئے۔

(د) اس شعبہ کی آمدن کیڑے مار زہروں کے ڈیلرز کی ٹریننگ کے سلسلے میں جو فیس مقرر کی گئی ہے اس مد میں ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔اس شعبہ کا خرچ، تنخواہ، گاڑیاں اور ان کے تیل و مرمت، سٹیشنری، بجلی اور کرایہ وغیرہ پر مشتمل ہے وہ بھی درج ذیل ہے۔

(ہ) اس شعبہ کی آمدن اس زاویہ سے دیکھنی چاہئے کہ جو اس شعبہ کی خدمات کے سلسلہ میں یعنی پچھلے سالوں کی نسبت اس شعبہ کے معرض وجود میں آنے سے قبل سپرے کی تعداد میں زیادتی جو کہ 14 تا 16 تھی اس کی تعداد کم ہو کر 4 تا 6 رہ گئی ہے، یعنی خرچہ جو کہ زہروں پر زیادہ ہوتا تھا اس میں بچت اور پیداوار میں کم از کم 1520 فیصد اضافہ ہوا ہے اس خرچہ میں کمی اور پیداوار میں اضافے کے حساب نکالنے سے اس محکمہ کی افادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

	2004-05	2005-06 (مارچ 2006 تک)
آمدن	8744000/-	886000/-
خرچ	72184000/-	2545000/-
	2004-05	2005-06 (مارچ 2006 تک)
مرمت	2876000/-	886000/-
ڈیزل/تیل	3940000/-	2876000/-

ضلع جھنگ، 2004 تا حال، پختہ کھالوں کی تعمیر سے متعلقہ تفصیل

*8454: سید حسن مرتضیٰ۔ کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک ضلع جھنگ میں کتنے کھال پختہ کئے گئے، ان کھالوں کی

تفصیل نیز تخمینہ لاگت علیحدہ علیحدہ کھال وار فراہم کریں؟

(ب) حکومت آئندہ سال کتنے مزید کھال پختہ کرنے کا ارادہ ضلع ہذا میں رکھتی ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) یکم جنوری 2004 سے لے کر جون 2006 تک عرصہ تین سالوں میں 300 عدد کھالہ جات ضلع جھنگ میں پختہ کئے گئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) آئندہ مالی سال 07-2006 میں حکومت ضلع جھنگ میں 360 عدد کھالہ جات پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ضلع وہاڑی، سال 06-2004، کھالہ جات پختہ کرنے کی تفصیلات

*8484: میاں ماجد نواز۔ کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں سال 06-2004 اور 06-2005 کے دوران کتنی رقم کھالہ جات کو پختہ کرنے کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں کتنے کھالہ جات پختہ کئے گئے ان کی تفصیل مع اخراجات علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم جو حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی لیکن خرچ نہ ہوئی اس کو خرچ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) اس وقت محکمہ اصلاح آبپاشی میں کتنے ملازمین اس ضلع میں کام کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) ضلعی حکومت وہاڑی نے دوران سال 05-2004 میں کھالہ جات کی پختگی کے لئے -/54,98,592 روپے فراہم کئے اور نیشنل پروگرام کے تحت -/5,28,13,745 روپے فراہم کئے، ضلعی حکومت وہاڑی کی طرف سے دوران سال 06-2005 کے لئے کوئی رقم فراہم نہ کی گئی جبکہ نیشنل پروگرام کے تحت -/9,31,31,873 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

(ب) سال 05-2004 میں ضلعی حکومت کے تحت 25 ایڈیشنل کھالہ جات تحصیل بوریوالا

میں تعمیر کئے گئے جن پر-/50,09,559روپے کی رقم خرچ ہوئی (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) سال 05-2004 میں نیشنل پروگرام کے تحت ضلع وہاڑی میں 92 کھالہ جات تعمیر کئے گئے جن پر-/5,28,13,745روپے کی رقم خرچ ہوئی، (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اور سال 06-2005 میں نیشنل پروگرام کے تحت ضلع وہاڑی میں 135 کھالہ جات تعمیر کئے گئے جن پر-/9,31,31,873روپے کی رخم خرچ ہوئی (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) سال 05-2004 میں-/4,89,033روپے کی رقم فیلڈ ٹیم بوریوالہ میں خرچ نہ ہو سکی کیونکہ 3 عدد کھالہ جات پر حصہ داران کی طرف سے ان کے حصہ کی رقم (فارمر شیئر) جمع نہ کروانے کی وجہ سے تعمیر نہ ہو سکے۔

(د) ضلع وہاڑی میں شعبہ اصلاح آبپاشی کے تحت ایک سو بائیس ملازمین مختلف عہدوں پر اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ لاہور سے متعلقہ تفصیلات

*8509: محترمہ فائزہ احمد۔ کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پنجاب ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل دی جائے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران اس انسٹیٹیوٹ کے ملازمین کو جو رقم تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ادا کی گئی اس کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران اس انسٹیٹیوٹ کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر جو رقم خرچ ہوئی اس کی تفصیل نیز یہ گاڑیاں کن کن افسران کے زیر استعمال ہیں؟

(د) اس انسٹیٹیوٹ میں کیا کیا فرائض سرانجام دیئے جا رہے ہیں اور اس کے قیام کا مقصد کیا تھا؟

(ہ) اس انسٹیٹیوٹ میں کن کن سرکاری اور غیر سرکاری افراد کو کس کس شعبہ میں ٹریننگ دی جاتی ہے؟

وزیرزراعت:

(الف) واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پنجاب، ٹھوکر نیاز بیگ لاہور ایک تربیتی ادارہ ہے اور اس ادارہ میں اصلاح آبپاشی کے تحت بہتر زرعی پیداوار حاصل کرنے کے لئے فیلڈ عملہ اور زمینداروں کو تربیت دی جاتی ہے۔ یہ ادارہ آمدن کے لئے کام نہیں کرتا اس کا کام بلامعاوضہ عملے اور کاشتکاروں کو تربیت فراہم کرنا ہے۔ سال 05-2004 اور 2005-06 میں تربیت دینے کے لئے حکومت کی جانب سے کل -/6,75,55,669 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔ جس میں سے -/6,16,47,708 روپے کی رقم خرچ ہوئی جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	بجٹ	خرچ
2004-05	4,61,60,100	4,11,05,922
2005-06	2,13,95,569	2,05,41,786
کل	6,75,55,669	6,16,47,708

(ب) اس عرصہ کے دوران اس انسٹیٹیوٹ کے ملازمین کو جو رقم تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ادا کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال	بجٹ	خرچ
2004-05	37,12,044	3,71,954
2005-06	47,83,715	6,29,162
کل	84,95,759	10,01,116

(ج) اس عرصہ کے دوران اس انسٹیٹیوٹ کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر جو رقم خرچ ہوئی ان کی تفصیل نیچے گوشوارہ میں درج ہے:۔

مالی سال	بجٹ	خرچ
2004-05	25,32,762	41,92,158
2005-06	4,26,512	17,33,154
کل	29,59,299	59,25,312

نیز یہ گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس انسٹیٹیوٹ کے فرائض اور قیام کا مقصد درج ذیل ہے۔

1۔ بنیادی طور پر واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا کام اپنے عملہ کو کھالہ جات کی ڈیزائننگ اور اصلاح، لیزر لینڈ لیولنگ، انجمن اصلاح آبپاشاں اور توسیع اصلاح آبپاشی کے بارے

میں ان سروس آفیسرز / سٹاف کی ٹریننگ ہے۔

2- فیلڈ میں درپیش تکنیکی مسائل کے متعلق اس کا حل دریافت کرنا۔

3- فیلڈ میں معیار اور مقدار کا تعین کرنا۔

4- اصلاح آبپاشی کے متعلق نئی ٹیکنالوجی کی تحقیق اور اس کو اپنے حالات کے مطابق تبدیل کرنا۔

5- اصلاح آبپاشی کے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنا۔

(ہ)

شعبہ ٹریننگ	افراد
ڈیزائننگ، کنسٹرکشن (Designing/ Construction)	انجنیئر، سپروائزر، واٹر مینجمنٹ آفیسر
سوشل موبلائزیشن (Social Mobilization)	انجنیئر، سپروائزر، واٹر مینجمنٹ آفیسر
سروینگ (Surveying)	انجنیئر، سپروائزر، واٹر مینجمنٹ آفیسر
پانی کی پیمائش (Measurement of Water)	انجنیئر، سپروائزر، واٹر مینجمنٹ آفیسر، کاشتکار
انجمن اصلاح آبپاشاں کا کردار (Role of Association of Water Management)	انجنیئر، واٹر مینجمنٹ آفیسر، کاشتکار
فارم پلاننگ (Form Planning)	انجنیئر، واٹر مینجمنٹ آفیسر، کاشتکار
ریسورس کنزرویشن (Resource Conservation)	انجنیئر، واٹر مینجمنٹ آفیسر، کاشتکار

خصوصی کارکردگی

دوران سال 2004-05 اور 2005-06 ادارہ ہذا نے دیگر پانچ اداروں کے اشتراک سے سال 2004-05 میں 1865 سرکاری اور 125 غیر سرکاری 2005-06 میں سرکاری 368 اور 514 غیر سرکاری افراد کو مختلف شعبہ جات میں تربیت دی گئی جو کہ ایک ریکارڈ ہے کیونکہ ادارہ ہذا کی سالانہ گنجائش تقریباً افراد ہے۔

سال 2004 تا حال، واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ لاہور میں بھرتی کی تفصیل

*8510: محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں یکم جنوری 2004 سے آج تک جو ملازمین بھرتی کئے گئے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات، ڈومیسائل کی تفصیل دی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کی بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تو ان اخبارات کے نام مع تاریخ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹیں فراہم کی جائیں نیز میرٹ بنانے والے سرکاری ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان فرمائیں؟

(د) اس بھرتی کے لئے جن افسران کی کمیٹی تشکیل پائی ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

وزیرزراعت:

(الف) واٹر مینجمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں یکم جنوری2004سے آج تک (مورخہ07-02-12عظمت علی ولد محمد اسلم (مرحوم)کو(Lathe Machine) ورکر سکیل نمبر5میں بذریعہ آرڈر نمبر3616/19مورخہ05-11-18 کے تحت بھرتی کیا گیا اور اہلکار نے05-12-01کو ڈیوٹی جوائن کی۔ اس کی تعلیم میٹرک مع تین سالہ ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر،(Diploma of Associate Engineer) فارم مشینری میں ہے اور اہلکار کو2۔ جون2000سے30۔ستمبر2003تک Lathe Machineپر کام کرنے کا تجربہ حاصل ہے ڈومیسائل کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا کیس میں اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اہلکار کو رول17-Aآف پنجاب سول سرونٹس (Appointment & condition of service)رولز1974کے تحت بھرتی کیا گیا ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ایضاً۔

زرعی سپلائی کارپوریشن کی بحالی کا مسئلہ

*8728:جناب حفیظ اللہ خان:کیا وزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت زرعی سپلائی کارپوریشن کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیرزراعت:

حکومت پنجاب نے محکمہ ہذا11۔اپریل1998سے بند کر دیا ہے اور اس کی بحالی کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

جنوری 2006 تا حال۔ای ڈی او (زراعت) سیالکوٹ کے ماتحت درجہ چہارم کی بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*8836: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یکم جنوری 2006 سے آج تک E.D.O زراعت کے ماتحت ضلع سیالکوٹ میں درجہ چہارم کی بھرتیاں ہوئی ہیں؟

(ب) ان بھرتیوں کے لئے جن افراد نے درخواستیں جمع کروائیں ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل بتائیں؟

(ج) جو افراد محکمانہ ٹیسٹ اور انٹرویو میں appear ہوئے ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(د) کتنے افراد کو درجہ چہارم کی اسامیوں پر بھرتی کیا گیا ان کے نام، پتاجات، گریڈ، ڈومیسائل، ولدیت اور تعلیمی قابلیت بتائیں نیز ان کی تعلیمی اسناد کی کاپیاں فراہم کریں؟

(ہ) کتنے افراد نے جوائن کیا اور کتنے افراد نے جوائن نہ کیا کیا جن افراد نے جوائن نہ کیا ان کی جگہ پر اگلے امیدواروں کو بھرتی کے آرڈر جاری ہوئے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) کیا یہ بھرتی حکومت پنجاب کی ریکروٹمنٹ پالیسی 2004 کے تحت ہوئی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ز) اگر یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ فراہم کریں نیز میرٹ بنانے والے سرکاری ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ح) جن افراد کو Rules میں نرمی کر کے بھرتی کیا ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، عہدہ، گریڈ بتائیں نیز کتنے افراد کو وزیر اعلیٰ اور وزیر متعلقہ کی سفارش پر بھرتی کیا گیا؟

وزیر زراعت:

(الف) ہاں۔

(ب) تفصیل جدول (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پالیسی کے مطابق ٹیسٹ کی ضرورت نہ ہے تاہم بھرتی پالیسی کے تحت انٹرویو لیا گیا تفصیل جدول (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل جدول(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ہ) تمام افراد نے جوائن کر لیا۔
(و) بھرتی حکومت پنجاب کی ریکروٹمنٹ پالیسی 2004کے تحت ہوئی۔
(ز) میرٹ لسٹ مع سرکاری ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل جدول(پ)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
(ح) کوئی نہیں۔

ضلع بھکر میں آج تک پختہ ہونے والے کھالوں سے متعلقہ تفصیل

*8870: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) ضلع بھکر میں آج تک کتنے، آبپاشی کے کھالوں کو پختہ کیا گیا ہے؟
(ب) ان کی کل لمبائی اور حکومت کی طرف سے برداشت کئے گئے اخراجات کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر زراعت:
(الف) ضلع بھکر میں 1981 سے لےکر 30۔جون 2006 تک مختلف منصوبوں کے تحت 499 عدد کھالہ جات پختہ کئے گئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) مختلف منصوبوں کے تحت جو 499 کھالہ جات تعمیر کئے گئے ہیں ان کی کل پختہ کی گئی لمبائی تقریباً 3,33,570 میٹر بنتی ہے ان پر تقریباً بارہ کروڑ چھیالیس لاکھ سات ہزار سات سو ستتر روپے خرچ ہوئے جو کہ حکومت پنجاب کی طرف سے مختلف منصوبوں کے تحت مہیا کئے گئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ زراعت کے ریٹائرڈ آپریٹر کے میڈیکل بل کی ادائیگی کا مسئلہ

*8915: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ افتخار احمد جو کہ محکمہ زراعت میں زرعی انجینئرنگ کے شعبہ میں آپریٹر کے طور پر ریٹائر ہوا اس کا ایک میڈیکل بل کا کیس فائل نمبر SO(PH)17-98/2002 گزشتہ پانچ سال سے محکمہ میں pending ہے؟

(ب) اتنے عرصہ سے اس کا فیصلہ / منظوری نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں اور اس تاخیر کا کون ذمہ دار ہے؟

(ج) محکمہ صحت میں اس تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف کیا وزیر صحت کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) یہ درست ہے کہ افتخار احمد جو کہ محکمہ زراعت میں زرعی انجینئرنگ کے شعبہ میں آپریٹر کے طور پر ریٹائر ہوا تھا اس کی والدہ کا ایک میڈیکل بل کا کیس مئی 2002 کو محکمہ صحت کو مزید کارروائی کے لئے بذریعہ چٹھی نمبر 3510/5-101/4/Admn بتاریخ 29-09-2004 ارسال کیا گیا تھا جو کہ زیر التواء رہا۔

تاہم اب محکمہ صحت نے بذریعہ حکم نامہ نمبر SO(A IV) 8-2/91-11 بتاریخ 22۔جنوری 2007 کو اس کا میڈیکل کلیم مبلغ -/20,690 روپے منظور کر دیا ہے جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ زراعت سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) محکمہ زراعت سے متعلقہ نہ ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد۔ شعبہ جات اور اسامیوں کی تعداد و تفصیل

*9131: محترمہ نور النساء ملک: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد زرعی یونیورسٹی میں کئی اسامیاں خالی ہیں کون کون سی اور کتنے عرصہ سے خالی ہیں؟

(ب) یونیورسٹی میں اس وقت کل کتنے شعبہ جات ہیں ہر شعبہ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) تو کیا حکومت خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیرزراعت:

(الف) یہ درست ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں چند اسامیاں خالی ہیں یہ اسامیاں کون کون سی ہیں اور کتنے عرصے سے خالی ہیں اس کی تفصیل ملحقہ نمبر1 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یونیورسٹی میں اس وقت کل شعبہ جات کی تعداد85 ہے اور ان شعبہ جات اور ہر شعبہ میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل ملحقہ نمبر2 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد تمام خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ زیادہ تر اسامیوں کو پر کرنے کے لئے مروجہ طریق کار کے مطابق اخبارات میں مشتہر کر دیا گیا مشتہر شدہ اسامیاں ملحقہ نمبر3 ایوان کی میز پر رکھ دی دیا گئی ہیں جبکہ باقی اسامیاں مشتہر کرنے کے لئے زیر کارروائی ہیں اور پروموشن والی اسامیاں سلیکشن کمیٹی کے زیر غور ہیں۔

نوٹ:

1۔ علاوہ ازیں365 عدد پوسٹیں بطور پول پوسٹ تخلیق کی ہوئی ہیں جو کہ سنڈیکیٹ بتاریخ 29/11/2005 کے فیصلہ کے مطابق نئے بننے والے سب کیمپسز اور نئے ڈیپارٹمنٹوں کی ضرورت کو56 مدنظر رکھتے ہوئے ریلیز کی جاتی ہیں، تفصیل ملحقہ نمبر4 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔ ہائر ایجوکیشن اسلام آباد نے اکیڈمک پوسٹوں کی کوالیفکیشن تبدیل کر دی ہے جس کی وجہ سے اکیڈمک پوسٹوں کو پر کرنے میں تاخیر ہوئی ہے۔

گندم بوائی کا آئیڈیل عرصہ اور15۔نومبر2006 تک گندم کی کاشت کے رقبہ کی تفصیل

*9133:ڈاکٹر سید وسیم اختر:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں ماہرین زراعت کے مطابق گندم کی اچھی سے اچھی فصل کے لئے بوائی کس تاریخ تک مکمل ہو جانی چاہئے؟

(ب) سال2006 میں پنجاب کے کل کتنے رقبہ پر15۔نومبر تک گندم کاشت ہو چکی تھی؟

وزیر زراعت:

(الف) ماہرین زراعت کی سفارشات کے مطابق پنجاب میں گندم کی اچھی سے اچھی فصل کے لئے کاشت کا موزوں ترین وقت نومبر کے پہلے دو ہفتے ہوتا ہے یعنی بوائی 15۔نومبر تک مکمل کر لینی چاہئے کیونکہ اس کے بعد کاشت کی جانے والی فصل کی پیداوار میں کمی آنی شروع ہو جاتی ہے۔

(ب) سال 2006 میں پنجاب میں 15۔نومبر تک 54,44,000 ایکڑ رقبہ پر گندم کاشت ہوئی۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کل جب ہم آپ کے چیمبر میں گئے تھے اور بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے حوالے سے بات ہوئی تھی اور وہاں پر یہی بات ہوئی تھی کہ ہمارا لاء اینڈ آرڈر پر اور موجودہ ملک میں جاری جو آئینی بحران ہے اس پر ہم نے بات کرنی ہے اور ہمیں بات کرنے کا کل موقع دیں اور لاء اینڈ آرڈر پر پوری بات ہونی چاہئے۔وہاں پر یہ بات طے بھی ہوئی کہ لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو گی اور ملک میں جاری آئینی بحران پر بات ہو گی اور چیف جسٹس کے ساتھ جو معاملہ کیا گیا اس پر بھی بات ہو گی۔

جناب سپیکر: نہیں، چیف جسٹس والے معاملے والی بات نہیں ہوئی لاء اینڈ آرڈر کی بات ہوئی تھی لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو گی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں، گزارش یہ ہے وہ بھی لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں ہی مسئلہ ہے ناں۔

جناب سپیکر: وہ بھی لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اگر کورم پورا ہوا تو بالکل لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اب جو ماحول یہاں پر دیکھنے کو مل رہا ہے اور جس طرف حکومت معاملات کو لے کر جا رہی ہے۔اگر آج نمبرز کی بنیاد پر اور کم یا زیادہ تعداد کی بنیاد پر کورم کو پوائنٹ آؤٹ کر کے تحریک التوائے کار کے وقفے کے بعد اگر گورنمنٹ یہاں سے جس طرح پہلے

اجلاس میں لاء اینڈ آرڈر کو face کئے بغیر بھاگ گئی تھی اگر آج بھی وہی طریق کار اختیار کیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کے عوام اس بات پر پھر حق بجانب ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ حکومت چاہتی ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ سوچیں کہ ہمارا اس بات پر پورا concern ہے وکلاء کے ساتھ تشدد کیا گیا، بکتر بند گاڑیاں۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جب لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی پھر اس پر بات کرنا۔

حاجی محمد اعجاز: بکتر بند گاڑیاں ہائی کورٹ میں داخل کر کے شیلنگ کی گئی اور اگر آج یہاں پر گورنمنٹ دوڑے گی تو پورا پاکستان پورا پنجاب جو ہے۔۔۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: یہ توجہ دلاؤ نوٹس لالہ شکیل الرحمٰن کی طرف سے ہے۔

رانا مشہود احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پچھلے سیشن میں جس دن جب یہاں پر ہاؤس کو prorogue کیا گیا تھا اس دن میں ہاؤس کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا تھا۔ آپ custodian of the House ہیں، میں زخمی حالت میں اس ہاؤس کے اندر آیا تھا اور میرا خیال تھا کہ میرے زخموں کو دیکھتے ہوئے آپ مجھے بات کرنے کا موقع ضرور دیں گے۔ ہم ہمیشہ آپ سے اچھی امید رکھتے ہیں اور آپ نے ہمیشہ اس ہاؤس کو۔۔۔

جناب سپیکر: لیکن آپ واک آؤٹ کر گئے تھے میں موقع کس کو دیتا؟

رانا مشہود احمد خان: جناب والا! میری بات سن لیں۔ میں یہاں ہاؤس میں ایک مسئلہ لے کر آیا تھا۔ پنجاب کے اندر، لاہور کے اندر اس دن جو کچھ مال روڈ کی سڑکوں پر ہوا تھا اس سے یہ ایوان لاتعلق نہیں رہ سکتا۔ وکلاء کی جو جدوجہد اس دن مال روڈ کے اوپر ہو رہی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہونی ہے، پھر بات کر لینا، آپ کو موقع دیا جائے گا۔

رانا مشہود احمد خان: جناب والا! میری پوائنٹ آف آرڈر پر ایک چھوٹی سی بات ہے۔ آپ مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو میں ٹائم دوں گا۔ لاء اینڈ آرڈر پر آپ کھل کر بات کر لینا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 865 ہے۔

فیروزوالا میں محنت کش کے تین سالہ بیٹے کا اغواء اور قتل

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 18-مارچ 2007 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق فیروزوالا کی نواحی بستی نین سکھ میں محنت کش محمد اسلم کے ساڑھے تین سالہ بیٹے زیب احمد کو اغواء کرنے کے بعد قتل کر دیا گیا؟

(ب) اس کا مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا ہے؟

(ج) کیا کسی ملزم کو گرفتار کیا گیا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) اس کیس کے تفتیشی افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! شکریہ

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ مورخہ 07-03-07 کو محمد اعظم کے ساڑھے تین سالہ بیٹے زیب احمد کو اغواء کر کے مبینہ طور پر بدفعلی کر کے قتل کر دیا گیا۔

(ب) اس کا مقدمہ نمبر 259 مورخہ 07-03-17 بجرم 302,367(a),377 (ت،پ) تھانہ فیکٹری ایریا میں درج ہوا۔

(ج) مقدمہ ہذا میں ایک کس ملزم جو کہ دوران تفتیش پیش ہوا جس کا نام محمد سلیم ولد خادم حسین، قوم مسلم شیخ، سکنہ نین سکھ ہے، گرفتار ہو چکا ہے۔ مقدمہ ہذا کی تفتیش غلام فرید سب انسپکٹر (گریڈ-14) تھانہ فیکٹری ایریا اور انچارج انویسٹی گیشن انسپکٹر فرحان اسلم (گریڈ 16) کر رہے ہیں۔ بعد از تکمیل تفتیش چالان عدالت مجاز میں دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اس پر چالان بھی مکمل ہو چکا ہے۔ under scrutiny ہے، پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ میں آ چکا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دو تین دنوں میں اس کا

چالان بھی عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ محرک چونکہ مزید اس کو press نہیں کرنا چاہ رہے لہذا یہ dispose of ہوئی۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ زیب النساء قریشی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

مولانا شبیر ہاشمی پر ناجائز مقدمات ختم اور انہیں رہا کرنے کا مطالبہ

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے ٹائم دیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ مولانا شبیر ہاشمی صاحب کو تقریباً دو مہینے سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے کہ ادھر ان کو پکڑ کر بند کر دیا گیا ہے اور ان کے اوپر دہشت گردی کے مقدمے چلائے گئے ہیں۔ ان کا قصور صرف اتنا تھا کہ حقوق نسواں کے نام سے جو بل آیا تھا اس میں انھوں نے جو شیلی تقریریں کی تھیں اور اس کو condemn کیا تھا تو ان کے اوپر دہشت گردی کا مقدمہ چلایا گیا ہے۔

جناب سپیکر! علامہ شاہ احمد نورانی صاحب کے جتنے بھی پیروکار ہیں وہ تو بالکل بھی اس طرح کے لوگ نہیں ہیں کہ دہشت گردی کریں۔ میں آپ سے اور حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتی ہوں کہ ان کے اوپر سے مقدمے واپس لئے جائیں اور ان کو رہا کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب نے سن لیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب سے میں نے بھی ذاتی طور پر جا کر درخواست کی تھی۔ وہ بزرگ آدمی ہیں اور 80 سال کے قریب ان کی عمر ہے۔ متحدہ مجلس عمل ضلع قصور کے وہ صدر ہیں۔ مہربانی کریں، ان کو کبھی ایک عدالت میں گھسیٹتے ہیں، کبھی دوسری عدالت میں گھسیٹتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ مولانا شبیر ہاشمی صاحب کا مسئلہ جو پرائم منسٹر صاحب کی واضح ہدایات کی بنیاد پر ان کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے اس کو واپس لیا جائے اور ان کو رہا کیا جائے۔ لاء منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ وہ اس بارے میں ہمیں کوئی یقین دہانی کرائیں۔

انھوں نے اپنے کمرے میں بیٹھ کر یہ یقین دہانی کرا دی تھی کہ ہم ان کو انشاء اللہ رہا کروائیں گے اور ان کے معاملے کو حل کروائیں گے۔ وہ بزرگ آدمی ہیں۔ سیاست کے اندر ایک تحمل اور برداشت جو ہے یہ اصل چیز ہوتی ہے۔ آپ اپنے مخالفین کو سنیں، آپ کا جو اپنا نقطہ نظر ہے وہ آپ اپنا رکھیں اور جو مخالفین کا نقطہ نظر ہے ان کو بھی کہنے دیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ ایک بزرگ آدمی کو اس طرح جیلوں میں ڈالا ہوا ہے اور دو ماہ سے وہ جیل میں پڑے ہوئے ہیں۔ مہربانی کر کے ایک سیاسی انتقام کا ان کو جو نشانہ بنایا جا رہا ہے حکومت اس بات کو واپس لے اور ان کو رہا کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ مسئلہ انفرادی طور پر بھی ہم نے discuss کیا تھا تو لاء منسٹر صاحب اس پر کوئی اپنی رائے دیں۔ ایک شخص بالکل نہتا ہے، وہ عالم دین ہے، 80 سال کا وہ شخص ہے اور دو مہینے سے اس کے خلاف کبھی ایک تھانے میں کیس بناتے ہیں، کبھی دوسرے تھانے میں کیس بنا دیتے ہیں تو ان سے درخواست ہے کہ یہ ان کا قصور بتا دیں کہ انھوں نے کیا کیا ہے کہ وہ دو مہینے سے جیل میں بند ہیں۔ ہم ان سے صرف یہ درخواست کرتے ہیں کہ یہ ان سے رپورٹ مانگ لیں کہ ان کے خلاف کیس کیا کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میرے پاس رپورٹ بھی آئی ہوئی ہے، ارشد بگو صاحب نے درست فرمایا ہے اور اس سے پہلے بات بھی ہوئی تھی لیکن ایک معاملہ عدالت میں زیر غور ہے۔ چالان عدالت میں پیش ہو چکا ہے اور وہاں اگر وہ بے گناہ ثابت ہوئے تو بری ہو جائیں گے۔ اس میں اب میرا اختیار نہیں ہے کہ میں نے ان کو رکھا ہوا ہے بلکہ عدالت نے ان کی ضمانت reject کی تھی اس لئے وہ عدالت میں ہیں اور جو انھوں نے فرمایا تھا، میں سمجھتا ہوں کہ میں وہ الفاظ دہرانا نہیں چاہتا اور میری بہن نے جس طرح فرمایا ہے میں اگر ان سے یہ سوال کرتا کہ آپ بتا دیں کہ کس بنیاد پر مقدمہ درج ہوا ہے تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میری محترمہ بہن اس معزز ایوان میں وہ بات دہرا بھی نہیں سکتیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں تو اس لئے میں پھر بھی ارشد بگو صاحب اور احسان اللہ وقاص صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم بیٹھ جاتے ہیں اور اس میں مجھ سے جو کچھ ہو سکا، ہم جو بھی ان کو facilitate کر سکے انشاء اللہ ضرور کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! راجہ صاحب جو فرما رہے ہیں وہ ایجنسیوں کی جھوٹی رپورٹیں

ہیں۔ وہ ایک شریف آدمی ہیں، عالم دین ہیں، 80 سال کی عمر کے آدمی ہیں، ان کے متعلق بالکل ایک جھوٹی رپورٹ ایجنسیوں نے بنا کر بھیج دی ہے اور یہ اس کو درست مان رہے ہیں اور ہم ان کے سامنے جو گزارش کر رہے ہیں کہ وہ ایک بزرگ آدمی ہیں، ان کو آپ کبھی ایک جیل میں اور کبھی دوسری جیل میں نہ گھسیٹیں۔ یہ ہماری درخواست کو مانیں، ایجنسیوں کی بات کے پیچھے نہ لگیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں کسی ایجنسی کی بات پر rely نہیں کروں گا۔ میرے محترم بھائی بیٹھ جائیں، ریکارڈنگ سن لیں، وہ سننے کے بعد اگر یہ کہیں کہ یہ جھوٹ ہے تو میں تسلیم کر لوں گا۔ یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ انتظام کر لیں لیکن یہ وعدہ کرا دیں کہ پھر اس کے بعد یہ کیس واپس لے لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ آپ مجھ سے بیٹھ کر کر لیں، باقی جو بھی ان سے ہو سکا وہ کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ وعدہ کریں کہ یہ کیس واپس لے لیں گے تو پھر بالکل ہم ریکارڈنگ سنتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر وہ ایسی نوعیت کی چیز ہو گی تو وہ ضرور کریں گے۔ آپ پہلے ان سے مل لیں۔ شاہ صاحب! وہ آپ کا احترام کرتے ہیں، آپ کے نقطہ نظر کا احترام کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ کی بڑی شفقت ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ جو سیفٹی ایکٹ ہے وہ اس کا اتنا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ آپ سیاسی کارکنوں کو پکڑتے ہیں، لاہور سے پکڑتے ہیں اور اٹھا کر میانوالی پھینک دیتے ہیں۔ لاہور سے پکڑتے ہیں اٹھا کر اس کو بہاولپور پھینک دیتے ہیں ان کا کیا جرم ہے؟ یعنی ایک آدمی کے اوپر انھوں نے نظر بندی کا آرڈر جاری کیا۔ اس پر لکھا ہے کہ تم حکومت کے خلاف تقریریں کرتے ہو، اس نے ایک تقریر بھی نہیں کی، کسی جگہ پر کوئی تقریر نہیں کی۔ ایک نے جواب میں خود ہوم سیکرٹری کو لکھ کر دیا کہ جناب! مجھے تو تقریر کرنی آتی نہیں ہے، آپ نے مجھے پکڑ کر ایک ماہ کے لئے نظر بند کر دیا ہے۔ پھر نظر بند کرتے ہیں تو فوراً اٹھا کر اس سیاسی کارکن کو بہاولپور، رحیم یار خان، ساہیوال اور میانوالی کی دور دراز کی جیلوں میں لاہور کے لوگوں کو پھینک دیتے ہیں، قید تنہائی میں رکھتے ہیں، یہ بڑی زیادتی ہے۔ سیاست کے اندر آپ کچھ حدود کو

رکھیں، کچھ حدود رکھنی چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی اور لاء منسٹر صاحب کی وضاحت کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اور آپ نے جو کچھ کہا ہے، ان کی پیران سالی کو دیکھ کر یا آپ ان سے جو بھی ان کے چیمبر میں بات کریں گے تو انشاء اللہ کوئی بہتر حل نکل آئے گا اس لئے آپ اس کو stress نہ کریں۔ حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں صرف انہی کی بات نہیں کر رہا۔ میں معزز لاء منسٹر سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس صوبہ کے اندر سیاسی کلچر کو اس حد تک نہ لے جائیں کہ لوگوں کو یہاں سے گرفتار کریں اور رحیم یار خان جا کر پھینک دیں، بہاولپور جا کر پھینک دیں۔ ہم سیاسی کارکن ہیں، آپ نے گرفتار کرنا ہے، جیل میں ڈالنا ہے، حوالات میں ڈالنا ہے، آپ اپنا کام کریں، ہم نہ گرفتاریوں سے ڈرتے ہیں اور نہ جیلوں میں جانے سے ڈرتے ہیں لیکن کوئی پولیٹیکل برداشت کا جو یہ دعویٰ کرتے ہیں اس کا بھی کوئی مظاہرہ کریں۔ آپ ایک سیاسی کارکن کو لاہور سے گرفتار کرتے ہیں، کسی بے چارے غریب دکاندار کو پکڑ لیتے ہیں۔ یہاں تک ٹھیک ہے کہ آپ نے گرفتار کر لیا لیکن آپ نے اٹھا کر اسے میانوالی پھینک دیا یہ کوئی انسانیت نہیں ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: فی الحال آپ اس کو stress نہ کریں۔ تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 11 ہے۔ یہ 28-مارچ کو move ہوئی اور آج کے لئے pending کی گئی تھی۔

وکلاء کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے پر لاہور پولیس کا معزز اراکین اسمبلی سے ناروا سلوک

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! کل اس تحریک کو میں نے pending کروایا۔ رات آٹھ بجے میں نے محکمہ کو convey کیا تھا لیکن ابھی تک محکمہ کی طرف سے مجھے کوئی تحریری جواب موصول نہیں ہوا لہذا آپ اسے اگلے اجلاس تک pending فرما لیں، انشاء اللہ تعالیٰ میں اس کا

جواب دے دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ تحریک میں نے کل ایوان کے اندر پیش کی تھی۔ اس کے اندر کم و بیش تفصیل لکھی ہوئی ہے۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو غیر فعال کرنے کے حوالے سے احتجاج کا ایک سلسلہ چل رہا ہے۔ اسلام آباد کے اندر پولیس نے چیف جسٹس کے ساتھ جو سلوک کیا وہ سب اخبارات کی زینت بنا، لاہور ہائی کورٹ کے وکلاء پر مال روڈ کے اوپر جو تشدد ہوا، ان کے سر پھاڑے گئے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ پورے ملک سے بہت سارے سیاسی کارکنان کو گرفتار کر کے دوسرے شہروں میں پہنچا دیا گیا ہے۔ لاہور سے گرفتار کر کے بہاولپور اور بہاولپور سے گرفتار کر کے میانوالی لے جایا گیا یعنی یہ ایک پورا سلسلہ چل رہا ہے۔ پولیس اب اپنے آپ کو بالکل آزاد feel کرتی ہے اور وہ اپنی مرضی سے جس کے ساتھ جو بھی سلوک کرنا چاہتی ہے کر لیتی ہے۔ لودھراں میں ہمارے جماعت اسلامی کے جنرل سیکرٹری رمضان ندیم صاحب ہیں پولیس رات کے وقت ان کے گھر دندناتی ہوئی گھس گئی۔ ان کے خلاف کوئی کیس نہیں تھا بس ان کو پکڑنا تھا اور رات کے وقت پولیس والے ان کے گھر گھس گئے یعنی اب یہ پولیس بالکل مادر پدر آزاد ہو گئی ہے۔ میری التماس ہے کہ محکمہ نے تو اس حوالے سے لگا بندھا جواب دے دینا ہے۔ یہ اتنے سارے ممبران اسمبلی کی دھکم پیل ہوئی ہے، خاتون ممبر گرتے گرتے بچی ہے۔ میں نے حوالہ دیا ہے کہ ان کی جوتی اتر گئی۔ میں خود بھی اس گروپ کے ساتھ تھا۔ میری آپ سے التماس ہے کہ جواب تو لگا بندھا آ جانا ہے مہربانی کر کے اس کو آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں وہاں انشاء اللہ ساری بات ہو جائے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محترمہ فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں بھی ایک اہم مسئلہ کی طرف راجہ بشارت صاحب کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہماری لاہور کی صدر، ساجدہ میر صاحبہ کو پچھلے آٹھ دنوں سے Detention Order کے تحت مختلف جیلوں میں پھرایا جا رہا ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ تین دن پہلے انھیں رات ساڑھے گیارہ بجے مرد اہلکار لاہور سے میانوالی جیل لے کر گئے۔ اب شاید انھیں دوبارہ لاہور میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے جتنے بھی احتجاج ہوئے ہیں وہ سب کے سب پر امن تھے۔ اب چونکہ احتجاج نہیں ہے اور پھر ان کے خلاف کوئی مقدمہ بھی نہیں ہے لہذا میری راجہ بشارت صاحب سے گزارش ہے کہ ان کے Detention Order واپس لے لئے جائیں اور انھیں فوری طور پر رہا کیا جائے۔ وہ ہماری پارٹی کی ایک dedicated worker ہیں ان کے ساتھ اس طرح سے زیادتی کرنا تمام سیاسی ورکروں کو discourage کرنے کی بات ہے۔

جناب والا! اس طرح تحریکیں رکا نہیں کرتیں۔ کسی کے گرفتار ہونے سے، کسی کو میانوالی یا بہاولپور جیل بھیج دینے سے، حکومت یہ سوچنا بالکل چھوڑ دے کہ یہ تحریک رک جائے گی۔ لہذا میری گزارش ہے کہ ان کے detention order واپس لئے جائیں اور فوراً رہا کیا جائے۔ مہربانی کر کے مجھے راجہ صاحب سے اس حوالے سے جواب دلوا دیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب اس بارے میں وضاحت کریں گے لیکن جس طریقے سے اپیل کی جارہی ہے وہ ضرور غور فرمائیں گے اور میں بھی اپیل کروں گا کہ کوئی نظر کرم فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی order withdraw کر لئے جائیں گے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. DEPUTY SPEAKER: One at a time. Let me first finish this.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ بار بار ہمارے ممبران مطالبہ کر رہے تھے کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہونی چاہئے۔ سپیکر صاحب نے categorically یہاں پر فرمایا کہ بحث ہو گی، آپ بھی فرما رہے ہیں کہ بحث ہو گی۔ تو یہ سارے issues بحث میں آ جائیں گے۔ اگر بحث نہیں کرنی تو ہمیں بتا دیں۔ اگر بحث کرنی ہے تو پھر اجلاس کی کارروائی آگے چلنے دیں تاکہ ہم ایجنڈا کی کارروائی مکمل کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:All these issues have to be discussedلاء اینڈ آرڈر پر بھی کافی وقت درکار ہوگا۔ پہلے مجھے دو تحاریک استحقاق take up کر لینے دیں اس کے بعد پھر ہم لاء اینڈ آرڈر پر بحث کریں گے۔ اس وقت آپ جو بھی کہنا چاہتے ہیں کہہ لیجئے گا۔ House is there for you.اس وقت آپ وقت ضائع نہ کریں۔ ڈاکٹر صاحب کی تحریک استحقاق کو پہلے نمٹا لینے دیں۔

ڈاکٹر صاحب! وزیر قانون صاحب آپ کی تحریک کی مخالفت نہیں کر رہے لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ کی طرف سے ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کی تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا۔ باقی جو تحاریک ہیں آپ ان کو pending کر لیں اور قائد حزب اختلاف کو دعوت دیں کہ وہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا آغاز کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ڈاکٹر صاحب سے یہی کہہ رہا ہوں کہ جواب آنے تک آپ کی تحریک کو pending کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ابھی تحاریک استحقاق take up ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد تحاریک التوائے کار ہیں۔ وہ تحاریک التوائے کار جو کہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ ہوں گی وہ ختم ہو جائیں گی باقی take up ہونی ہیں۔ اس کے بعد پھر گورنمنٹ بزنس ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا مطلب یہ ہے کہ باقی بزنس ختم ہونے کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہوگی۔ Not after this Motion.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔ جناب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے اپنی یہ تحریک کل پیش کی تھی اور راجہ صاحب نے فرمایا تھا کہ اسے کل تک pending کر لیں، جواب آ جائے گا۔ اب یہ اگلے اجلاس تک pending کریں گے تو معاملہ اس دوران کافی آگے چلا جائے گا۔ بہت سے نئے واقعات ہو جائیں گے۔ میں نے اپنی اس تحریک میں ایک particular event quote کیا ہے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہوگی کہ مہربانی کر کے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں، وہاں پر جواب بھی آ جائے گا۔ اس وقت پولیس جو کچھ کر رہی ہے وہ سب آپ کے علم میں ہے۔ سپریم کورٹ نے اس کا نوٹس لیا ہوا ہے، ہائی

کورٹ کے جسٹس اس کی انکوائری کر رہے ہیں۔ لہذا میں التماس کروں گا کہ آپ میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں وہاں بیٹھ کر ساری بات ہو جائے گی۔ اگلے اجلاس تک تو دیر ہو جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر یہ ایک ممبر کے استحقاق کا معاملہ ہوتا تو میں کبھی بھی اس کو oppose نہ کرتا۔ انھوں نے ایک پورے event کی بات کی ہے اور یہ میری بات سے اتفاق کریں گے کہ اس دن اس معزز ایوان کا اجلاس چل رہا تھا۔ یہ یہاں سے واک آؤٹ کر کے باہر گئے اور باہر سے ایک procession کی صورت میں ہائی کورٹ تشریف لے گئے۔ میں صرف ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس دن صوبے میں، لاہور میں بالخصوص دفعہ 144 نافذ نہیں تھا اور کیا ایک پارلیمنٹیرین کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس طرح جائے؟ لہذا اس لئے تفصیل سے جواب آ جانے دیں۔ اگر آپ کا ذاتی طور پر استحقاق مجروح ہوا ہوتا تو میں کبھی بھی اعتراض نہ کرتا۔ آپ نے ایک event کی بات کی ہے، آپ نے قانون کو ہاتھ میں لیا ہے۔ اگر Law Enforcing Agencies آپ کو روکیں تو یہ ان کا حق بنتا ہے لیکن میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ کو کسی نے نہیں روکا کیونکہ اسمبلی سے میں نے خود ذاتی طور پر ایس ایس پی آپریشن کو کہا تھا کہ معزز ممبران کے ساتھ کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہئے کہ جس سے ان کی عزت میں فرق آئے۔ اس کے باجود آپ دفعہ 144 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گئے۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ آپ نے مال روڈ پر دفعہ 144 کے باوجود جلوس نکالا اگر نکالا تو پھر خلاف ورزی آپ نے کی یا پولیس والوں نے کی ہے؟ آپ اس کا مجھے جواب دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ 13 تاریخ کو جب یہ اجلاس ختم ہو گیا تو ہم جلوس کی شکل میں مال روڈ سے ہوتے ہوئے ہائی کورٹ گئے اور ہم نے دفعہ 144 کی خلاف ورزی کی ہے۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہم نے 144 کی خلاف ورزی قطعاً نہیں کی، ہم دو دو کی ٹولیوں کی صورت میں فاصلے پر چلتے ہوئے ہائی کورٹ گئے۔ اس کے باوجود پولیس نے بعض جگہ ہمارے فاضل ممبران کے ساتھ بدتمیزی کی اور ان کو روکا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ کو اخبارات دے دوں گا۔ آپ اخبارات دیکھ لیں اس سے پتا چل جائے گا کہ آپ دو دو کے گروپس میں گئے ہیں یا کہ جلوس کی شکل میں گئے ہیں۔ بگو صاحب! خدا کے لئے کچھ خیال کریں۔ آپ دوسروں کو غلط بیانی کا کہتے ہیں خود کیوں غلط

بیانی کرتے ہیں، کیا آپ حلفاً کہتے ہیں کہ آپ دو دو کی ٹولیوں میں گئے ہیں؟
جناب ارشد محمود بگو: ہاں، بالکل میں حلفاً کہتا ہوں کہ ہم دو دو کی ٹولیوں میں گئے ہیں۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ کا حلف بھی پھر ایسا ہی ہے۔ میں آپ سے بحث نہیں کرنا چاہتا چونکہ محکمہ کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا اس لئے میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس تحریک کو pending فرمالیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں کمیٹی کی بات نہیں ہے۔ Principally Law Minister is not opposing لیکن وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ let the report come ہم اسے till next session pending کر دیتے ہیں۔
محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!
محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر!۔۔۔

اے عندلیب ناداں غوغم کن ایں جاں
نازک مزاج شاہاں تاب سخن ندارد

جناب سپیکر! میں اپنے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جب بھی ہماری اپوزیشن پارٹیاں حکومت کی ناانصافیوں اور زیادتیوں کے خلاف جلسہ جلوس کرنے کے لئے باہر نکلتی ہیں تو یہ دفعہ 144 لگا دیتے ہیں۔ پھر آپ ہی بتائیے کہ ان کے غلط کاموں پر کس طرح قدغن لگائی جا سکتی ہے؟ پھر یہ کہتے ہیں کہ آپ نے خلاف ورزی کی ہے۔ ابھی آپ نے راولپنڈی میں جلسہ کیا جس میں تمام قوانین کی دھجیاں بکھیر دیں۔ وہاں آپ کے لئے دفعہ 144 نہیں تھا؟ سارے قوانین تو اپوزیشن کے لئے ہیں۔ اس دن وہاں تمام سکول بند کر دیئے گئے سرکاری چھٹیاں کر دی گئیں لیکن اگر ہم یہاں پر۔۔۔
جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پہلے تو محترمہ سے گزارش کروں گا کہ سپیکر صاحب جناب والی نہیں جناب والا ہیں۔ (قہقہے)
وہ تھوڑی سی تصحیح کر لیں۔ میں ابھی ہاؤس میں موجود ہوں آپ بھی اپنے سٹاف سے ڈسٹرکٹ

ایڈمنسٹریشن راولپنڈی کا ریکارڈ منگوالیں کہ کیا جلسہ کرنے کی اجازت کے لئے لوکل ایڈمنسٹریشن کو درخواست دی گئی تھی یا نہیں؟ ریکارڈ کی بات ہے کہ ان کے allow کرنے کے بعد ہم نے جلسہ کیا ہے۔ ہم نے تو خود قانون کا احترام کیا ہے۔

راجہ ریاض احمد: آپ بی بی سی کی رپورٹ بھی لے لیں۔

جناب کامران مائیکل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ دفعہ 144 کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ یہ خلاف ورزی تو اپوزیشن کے اتحادیوں نے کی اس میں پولیس کا کیا قصور تھا۔ میں یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر دفعہ 144 کی خلاف ورزی ہوئی تو پھر کارروائی بھی دفعہ 144 کے طور پر کی جانی چاہئے۔ یہاں خلاف ورزی تو دفعہ 144 کی ہوتی ہے لیکن ہمارے کارکنوں پر، ہمارے ایم این اے خواجہ سعد رفیق اور دیگر دوستوں پر دہشت گردی ایکٹ کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے Detention Order جاری کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں بڑے افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب بات تو دفعہ 144 کی کر رہے ہیں لیکن ان کے خلاف مقدمات دہشت گردی ایکٹ کے تحت درج کر رہے ہیں۔ خواجہ سعد رفیق ایم این اے کے خلاف بھی دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کیا گیا تھا ان کی ضمانت ہو چکی ہے لیکن پھر حکومت پنجاب نے ان کے Detention Order جاری کئے اور آج وہ میانوالی جیل میں بند ہیں۔ انھیں کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے؟ صرف اس لئے کہ وہ جمہوریت کی راہ پر گامزن ہیں، وہ آئین اور جمہوریت کی بالادستی کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں۔ میں حکومت پنجاب کے اس عمل کی انتہائی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: But this is not a point of order.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے قانون کے کس ضابطے کے تحت راولپنڈی میں تمام اساتذہ اور باقی حکومت پنجاب کے ملازمین کو کہا کہ آپ سارے وہاں آ جائیں۔ انھیں کس قانون اور ضابطے کے تحت یہ اختیار حاصل ہے کہ انھوں نے تمام اساتذہ، ضلعی حکومت اور ہائی وے کے تمام ملازمین سے کہا کہ آپ کی حاضری لیاقت باغ میں ہو گی۔ لاء منسٹر صاحب پہلے میری اس بات کا جواب دیں پھر میں اگلی بات کروں گا۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Anyhow this is again not a point of order. Let's take up another issue.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اب اس کا کیا ثبوت ہے کہ اس میں اساتذہ تھے یا نہیں؟ یہ تو آپ کہہ رہے ہیں۔ This is one's point of view

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کو ثبوت دوں گا کہ پنجاب ہائی وے کے سینئر افسران کو کہا گیا۔ اگر ثبوت نہ دے سکا تو جو مرضی مجھے سزا دینا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! جب اس پر بحث ہو گی تو اس وقت یہ بات کر لیجئے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اب ہم عبدالرشید بھٹی صاحب کی تحریک استحقاق take up کرتے ہیں یہ move ہو چکی ہے لیکن It was pending for today

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ چونکہ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے pending فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ بھٹی صاحب بھی موجود نہیں ہیں لہذا اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب اشتیاق احمد مرزا کی ہے۔

تھانہ وارث خان (راولپنڈی) پولیس کا معزز رکن اسمبلی کے دفتر پر ناجائز چھاپہ

جناب اشتیاق احمد مرزا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 24-مارچ 2007 تقریباً رات ساڑھے گیارہ بجے تھانہ وارث خان کی بھاری نفری جس کی قیادت غالباً کوئی سینئر افسر کر رہا تھا میرے دفتر پیپلز ہال ظفر الحق روڈ پر چھاپہ مارا اور میرے دفتر میں گھس گئے۔ ملازمین سوئے ہوئے تھے خوف و ہراس پیدا کر کے میرے متعلق استفسار کیا اور اس کے بعد میرے ڈرائیور، خانساماں اور ایک مہمان کو زبردستی اٹھا کر لے گئے۔ مورخہ 26-مارچ 2007 کو تقریباً رات 9 بجے ان لوگوں کو آزاد

کیا۔ میرے دفتر پولیس نے ناحق چھاپہ مار کر، ملازمین اور مہمان کو زبردستی اغواء کر کے اور حبس بے جا میں رکھ کر نہ صرف قانون کی بے حرمتی اور خلاف ورزی کی ہے بلکہ ناحق بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ یہ تمام کارروائی کسی اعلیٰ آفیسر کے کہنے پر ہوئی ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس میں میری صرف یہ گزارش ہے کہ راولپنڈی شہر میں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن نے تحریک استحقاق پیش کر دی ہے۔ مجھے اس کی کاپی ابھی موصول ہوئی ہے۔ اس کا جواب آنا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ جب اس کا جواب آئے تو اس وقت مرزا صاحب شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ آج جواب دے رہے ہیں یا اگلے اجلاس میں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ابھی تو مجھے اس کی کاپی موصول ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب محمد اشرف خان!

مجسٹریٹ (اوکاڑہ) کا بلا وارنٹ گرفتاری معزز رکن اسمبلی کو گرفتار کرنا

جناب محمد اشرف خان سوہنا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 13۔فروری 2007 کو بوقت 2 بجے دوپہر مجھے اطلاع ملی کہ آصف روف مجسٹریٹ نے چوک جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں مشروبات کی دکان پر چھاپہ مارا اور کہہ رہے ہیں کہ دکاندار جعلی پیپسی کولا بیچ رہے ہیں۔ لوگوں کے بار بار فون آنے پر میں وہاں پہنچا اور مجسٹریٹ صاحب سے دریافت کیا قبل اس کے کہ وہ مجھے صحیح صورتحال سے آگاہ کرتے انھوں نے فوراً پولیس کو حکم دیا کہ محمد اشرف خان کو گرفتار کر لو جس پر وہاں موجود لوگ مشتعل ہو گئے اور ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ میرا مؤقف سنے بغیر پولیس کو مجسٹریٹ کا میری گرفتاری کا حکم جاری کر کے میرا

استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق بھی ابھی موصول ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

جناب افضل سلطان ڈوگر: جناب سپیکر! ابھی لاء منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ میں اسے oppose نہیں کروں گا تو پھر اسے کمیٹی کو سپرد کرنے میں کیا حرج ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک استحقاق کو oppose نہیں کیا گیا لیکن اس کا جواب تو آنے دیں۔

جناب افضل سلطان ڈوگر: جناب سپیکر! سارا ریکارڈ ان کے پاس موجود ہے لہذا اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ایک دفعہ محکمے کا in writing جواب آ لینے دیں۔ اس کے بعد آپ کو بتاؤں گا کہ میں اسے oppose کرتا ہوں یا نہیں۔ اس معزز ایوان کے تمام اراکین کے ساتھ میری جو commitment ہے میں آج بھی اس پر قائم ہوں اور آپ کو دوبارہ یقین دلاتا ہوں کہ کسی ممبر کا بھی استحقاق مجروح ہو تو میں اپنی اس سابق روایات کو برقرار رکھوں گا۔

جناب افضل سلطان ڈوگر: جناب سپیکر! اس کی رپورٹ سپیکر صاحب کے پاس آ چکی ہے لہذا اب مزید رپورٹ کی ضرورت نہیں ہے اور اشرف خان صاحب خود 20 دنوں کی داستان سنا چکے ہیں اس لئے اب اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ہم نے قواعد و ضوابط کے مطابق چلنا ہوتا ہے۔ اس تحریک استحقاق کی کاپی مجھے ابھی موصول ہوئی ہے اس لئے محکمے سے اس کا جواب آ لینے دیں۔ آپ اسے rule out تو نہیں فرما رہے بلکہ pending کر رہے ہیں۔ آپ اس کا جواب آ لینے دیں اس کے بعد پتا چل جائے گا کہ میں اسے oppose کرتا ہوں یا نہیں کرتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سوہنا صاحب! بات تو ایک ہی ہے۔ یہ کوئی reject تو نہیں ہو رہی۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دستی صاحب! تشریف رکھیں میں آپ کو ابھی موقع دیتا ہوں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! دستی صاحب کو موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ان سے بات ہو چکی ہے میں ان کو موقع دوں گا۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! وہ ہمارے بزرگ ہیں ان کو پہلے موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ہمارے بھی بزرگ ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں نے ابھی ایک تحریک استحقاق جمع کروائی ہے اور اس کی کاپی آپ کو موصول ہوئی ہے تو یہ بھی میں پیش کر دیتا ہوں۔ ٹھیک ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس چیز کی؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب! یہ میری تحریک استحقاق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا لسٹ میں تو نام نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! تحریک استحقاق کی کاپی میں نے سیکرٹری صاحب اور وزیر قانون صاحب کو بھی receive کروا دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ابھی پیش کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جی، جناب! اس کو میں move کر دیتا ہوں اس کے بعد اس کو pending ہی ہونا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے آپ اسے پیش کر دیں۔

اجلاس بلانے کے لئے اپوزیشن کی ریکوزیشن پر رولنگ محفوظ ہونے کے باوجود وزیر قانون کا پریس کانفرنس منعقد کرنا

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا معاملہ یہ ہے کہ اجلاس مورخہ 07-03-28 میں محترم وزیر قانون راجہ بشارت صاحب نے اجلاس کو convene کرنے سے متعلق ریکوزیشن پر اپنا نکتہ اعتراض پیش کیا جس پر متعدد اراکین اسمبلی نے اپنا اپنا مؤقف پیش کیا۔ جس کے بعد آپ نے متنازعہ معاملہ سے متعلق ایک کمیٹی تشکیل دی جبکہ اپنی رولنگ reserve کر لی لیکن آج کے اخبارات میں محترم

وزیر قانون کی پریس کانفرنس جلی حروف میں شائع ہوئی ہے جس میں یہ بیان منسوب ہے کہ اپوزیشن کے خلاف ایف آئی آر درج کروادوں گا۔ایک معاملہ جو اس معزز ایوان کے رُوبرُو زیر غور، زیر انکوائری ہو جس پر سپیکر کی رولنگ reserve ہو اس پر اس طرح پریس کانفرنس میں بیان کرنا، مقدمہ درج کروانے کی دھمکی دینا نہ صرف خلاف قانون و خلاف ضابطہ ہے بلکہ اس معزز ایوان کی توہین کے مترادف ہے۔ اس سے نہ صرف ہمارا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اس تحریک کو بالکل oppose نہیں کروں گا اور میں یہ چاہوں گا کہ یہ جو معاملہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ سامنے آئے اور میں صرف ایک request آپ سے کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے کل categorically پریس کانفرنس میں یہ کہا تھا کہ ہم اپنا right reserve رکھتے ہیں اور چونکہ اب کمیٹی بن چکی ہے اور کمیٹی کی finding کے بعد یہ کریں گے لیکن میں جناب سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ کل سپیکر صاحب نے اس کمیٹی کو time limit نہیں کیا تھا۔ ہم یہ بالکل کرنا چاہتے ہیں۔ تحریک استحقاق کا میں علیحدہ جواب دوں گا جب اس کو آپ in order قرار دیں گے۔ ابھی میں اس پر جواب نہیں دوں گا۔ میں تو اب کمیٹی کی رپورٹ کے بعد ہی جواب دوں گا۔ میں اس معزز ایوان میں اس بات کو پھر reiterate کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب یہ معاملہ اس طرح سے جائے گا نہیں۔ اس کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ logical conclusion تک پہنچا کر چھوڑیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: Till the decision of the Committee اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میرے بڑے بھائی میرے لئے محترم ہیں لیکن اس ایوان میں، میں سمجھتا ہوں کہ جو ایک image رانا ثناء اللہ خان صاحب کا بنا ہے کہ وہ ایک بہت اچھے پارلیمنٹیرین ہیں تو میں نے ایک دفعہ پہلے بھی کہا تھا کہ Rana sahib is the only Parliamentarian کہ جو اس معزز ایوان کے decorum کے خلاف بات کرنے پر suspend بھی ہوئے اور He is the only Parliamentarian کہ جن کے conduct پر ایک انکوائری کمیٹی تشکیل ہوئی ہے کہ forged document کس نے تیار کئے ہیں۔ You are

the only Parliamentarianتو یہ اعزاز انشاء اللہ تعالیٰ ان کو جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ اعزاز جو ہے میرا خیال ہے کہ جب سے یہ بلڈنگ بنی ہے اور جب سے اسمبلی کے اجلاس ہو رہے ہیں میرے محترم بھائی راجہ بشارت صاحب پہلے وزیر قانون ہیں کہ جنہوں نے ہاؤس میں کھڑے ہو کر ایکResolutionپڑھا کہ جناب! ایک رکن کی رکنیت suspendکر دی جائے اور اسResolutionکے پیش کرنے میں یہ یعنی خودmover تھے۔ میرا خیال ہے کہ پچھلی کوئی ساٹھ ستر سالہ تاریخ بلکہ آنے والی ایک سو سالہ تاریخ میں کوئی ایسا وزیر قانون پہلے پیدا ہوا ہے اور نہ آئندہ ہو گا۔ یہ ان کا اعزاز ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: صرف آپ کےconductکی وجہ سے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ پہلے پارلیمنٹیرین ہوں گے کہ جوforged documentکی بنیاد پر جن کے خلاف مقدمہ انشاء اللہ کمیٹی کیfindingکے بعد درج ہو گا۔ (قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ یہ پہلے وزیر قانون ہوں گے کہ جو سپیکر کے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے، پہلی تو بات میں یہ کہتا ہوں کہ آپ وزیر قانون ہیں آپ نے قانون پڑھا ہوا ہے آپ کو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ آپ اس مقدمے میں، اس معاملے میں، آپ کوئی حق ہی نہیں رکھتے۔ مقدمہ درج کروانے کا اور نہdictateکرنے کا، یہ اسمبلی سیکرٹریٹ اور یہ سپیکر کا مسئلہ ہے۔ میں اپنا یہ حقreserveرکھتا ہوں کہ جسmotionکو انہوں نےin orderقرار دیتے ہوئے،regulateکرتے ہوئے اس اجلاس کو بلوایا اسmotionپر وہ کس طرح سے otherwiseمؤقف اختیار کرتے ہیں لیکن یہ معاملہ سپیکر اور اسمبلی سیکرٹریٹ کا ہے۔ وزارت قانون کا یا وزیر قانون کا اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ وزیر قانون صاحب یہ کوئیResolution نہیں ہے جو آپ جیب سے نکالیں گے اور پڑھ دیں گے اور مقدمہ درج ہو جائے گا۔ اس سے پہلے بھی آپ کی گورنمنٹ نے میرے خلاف کوئی 17 کے قریب ایف آئی آر درج کروائی ہیں۔ انہوں نے میرا کچھ بگاڑا ہے اور نہ ہی یہ مقدمہ میرا کچھ بگاڑے گا۔ اگر آپ کو شوق ہے تو آپ یہ مقدمہ بھی درج کروالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں درج کرواؤں گا۔ یہ میں کرواؤں گا اور اس کا مدعی بھی انشاء اللہ میں خود ہوں گا۔ انشاء اللہ۔

معزز اراکین حزب اختلاف: شیم، شیم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Any How بات یہ ہے کہ چونکہ سپیکر صاحب نے یہ مسئلہ ایک کمیٹی کے سپرد کیا ہے۔

I think let the report come then we will have a discussion on it not before that.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب کو میں نے کئی دفعہ کہا ہے کہ آپ کو جب چاہیں پٹڑی سے اتار دیں۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ انہوں نے اب یہ جو بات فرمائی تھی کہ انشاء اللہ تعالیٰ مدعی میں بنوں گا۔ بھئی! آپ کیسے مدعی بن سکتے ہیں۔ یہ معاملہ تو آپ سے متعلقہ ہے ہی نہیں اگر میں نے کوئی document پیش کیا ہے اور اس document میں کوئی نقص ہے تو وہ Document میں نے وزارت قانون کو پیش کیا ہے نہ کہ وزیر قانون کو Document تو میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروائے ہیں اور اس کے اوپر جو action لینا ہے وہ سپیکر کے آفس نے لینا ہے تو اب آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مدعی میں بنوں گا۔ تو آپ راجہ صاحب یہ شوق جو ہے سپیکر آفس کے تقدس کو پامال کر کے پورا نہ کریں۔ آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کو استعمال نہ کریں۔ آپ ویسے میرے خلاف مدعی بن جائیں اور آپ جو مقدمہ درج کروانا چاہتے ہیں میں اسے قبول کرتا ہوں آپ لکھ کر دیں اور آپ جو جرم میرے ذمہ لگاتے ہیں اس کا مقدمہ آپ درج کروا دیں لیکن سپیکر کے تقدس کو، اس ایوان کے تقدس کو پامال نہ کریں۔ ابھی کمیٹی نے رپورٹ نہیں دی، ابھی سپیکر صاحب نے اپنی رولنگ نہیں دی اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میں مدعی بن کر اس کا مقدمہ درج کرواؤں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون کا۔۔۔

معزز اراکین حزب اختلاف: شیم، شیم۔

رانا ثناء اللہ خان: آج وزیر قانون کا جو conduct ہے یہ اس ایوان کی توہین ہے، اس سیکرٹریٹ کی اور اس معزز آفس کی توہین ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس کا نوٹس لینا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کیونکہ کل اس پر بہت بات ہو چکی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ attitude کہ چوری بھی اور سینہ زوری بھی۔ آج تک کسی گروپ کے لیڈر نے کسی بھی ایک پارٹی کے سربراہ نے یہ

جعل سازی کی ہے لیکن اس کے باوجود اگر ہمیں شرم نہیں آتی تو ٹھیک ہے ڈٹے رہو۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! دیکھیں بات یہ ہے کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ چوری بھی اور سینہ زوری بھی۔ راجہ صاحب! میں نے کوئی چوری نہیں کی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: کل اس معزز ایوان کے اپوزیشن کے اراکین نے مجھے کہا ہے کہ رانا ثناء اللہ خان نے ہمیں ڈبو دیا ہے، رانا ثناء اللہ نے ہمیں ڈبو دیا ہے۔ مجھے ممبران نے کہا ہے اور کل شرم سے ان کا سر جھکا ہوا تھا اور بول نہیں رہے تھے۔ دبک کر بیٹھے ہوئے تھے آج پریس نے رپورٹ کی ہے اور آج پھر اسی معاملے کو اٹھا کر لے آئے ہیں۔ آپ قسم کھائیں کہ آپ نے وہ document دیا ہے کہ نہیں۔ رانا تجمل ممبر ہیں یا نہیں لیکن شرم نہیں آتی تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔۔

جناب محمد وارث کلو: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: You are Member of the Committee and you can not speak at the moment.

جناب محمد وارث کلو: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: You are member of the committee. You can not give your views. Those people who are the members of the committee, can not give views before the decision. Now I will not allow those who are members of the committee.

جی، آپ بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! ایک تو مجھے راجہ بشارت صاحب کی اس حالت پر رحم آ رہا ہے کہ وہ یعنی اس وقت اتنے زیادہ under pressure ہیں کہ ان کے الفاظ یعنی اس قسم کے الفاظ انہوں نے میرا خیال ہے کہ پچھلے چار، ساڑھے چار سال میں استعمال نہیں کئے کہ شرم نہیں آ رہی اور سر جھکا ہوا تھا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اس سے پہلے اس قسم کی حرکت بھی نہیں کی۔

رانا ثناء اللہ خان: اب ان کی حالت آپ دیکھیں یعنی وزیر قانون۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! یہ بچوں کی طرح انہوں نے behave کرنا شروع کر دیا ہے۔ یعنی ہمارا جو سر اتنے وقار سے بلند ہے وہ ان کو جھکا ہوا نظر آتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ دیکھیں کہ اس معاملے کی نوعیت کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اب یہ بات کمیٹی کے سپرد ہے۔ آج اس پر بحث تو نہیں ہو رہی۔ آپ میری بات سنیں جس وقت یہ معاملہ کمیٹی سے واپس آئے گا۔ یہ ایک ایسا topic ہے اگر آپ بات کر رہے ہیں تو آپ بھی اس بات پر غلط بحث کر رہے ہیں۔ چونکہ جب تک ایک کمیٹی کی رپورٹ نہیں آئے گی Don't try to influence the findings of the committee. بس یہ میں کہوں گا۔ چونکہ سپیکر صاحب نے ایک کمیٹی بنا دی ہے Let the findings of the committee come, then I will allow the discussion on the floor and then you can discuss on that. پھر اس کے بعد جو بھی ایکشن ہو گا۔ Till such time I will make a request kindly آپ اس کو رہنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے اب یہ جو چند جملے فرمائے ہیں میں سو فیصد ان کی تائید کرتا ہوں۔ میں سو فیصد ان سے متفق ہوں۔ آپ مجھے بتائیں کہ کمیٹی کی رپورٹ آنے سے پہلے وزیر قانون صاحب نے یہاں پر اٹھ کے کھڑے ہو کر جو دھمکی لگائی ہے کہ جی میں مدعی بنوں گا اور میں پرچہ کرواؤں گا تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ اس کے مدعی کیسے بن سکتے ہیں اور یہ پرچہ کیسے درج کرا سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب کا مطلب یہ نہیں تھا کہ آپ کے خلاف پرچہ کرائیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ کمیٹی کے فیصلے کے بعد اگر کوئی خلاف ورزی سامنے آئے گی تو اس کے بعد ایکشن ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ ریکارڈنگ نکلوالیں۔ بات یہ ہے کہ ان حکمرانوں کا اب یہ حال ہو گیا ہے یعنی یہ اب اس حالت کو پہنچ گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بات کی ہے میں نے اس کو سن لیا ہے۔ یہ ہم نے کمیٹی کے سپرد کی ہوئی ہے۔ Let the findings of the committee come and then discuss. اب آپ اس پر جتنی بھی بحث کریں اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر قانون صاحب یہاں پر Leader of the House کو represent کرتے ہیں۔ وہ چیف منسٹر پنجاب

کو represent کرتے ہیں۔ انہوں نے اس حیثیت میں یہ کہا ہے کہ جی میں پرچہ درج کراؤں گا، میں مدعی بنوں گا۔ That is to say کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ چیف منسٹر پنجاب مقدمہ درج کرائے گا، وہ مدعی بنے گا۔ آپ مجھے بتائیں کہ یہ کمیٹی کو influence کرنے والی بات نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کمیٹی میں تو آپ لوگ بھی موجود ہیں اور وہ بھی موجود ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تو اب کہہ رہے ہیں ناں۔ اس سے پہلے تو انہوں نے یہ نہیں کہا۔ اس سے پہلے تو کہا ہے کہ میں مدعی بنوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ چیئر کو اس کا نوٹس لینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ بجا فرما رہے ہیں۔

Your are a Parliamentarian. Chair can not be a party to that. As a Chair, I am telling the House to let the findings of the committee come and then whatever decision to be taken or discussion to be taken later on. Till the decision of the Committee. Till that time please.

اس کو ہم نے pending کر دیا ہے۔

تحاریک التوائے کار

MR. DEPUTY SPEAKER: This discussion is over. Now, we take up the Adjournment Motions. First is Sheikh Allaudin Sahib.

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بزرگو! میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں I just give to you. میں اس کے بعد ابھی آپ کو موقع دیتا ہوں۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

تھیٹر ڈراموں میں ذو معنی جملے اور فحاشی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا نمبر 07/123 ہے۔ یہ پڑھی گئی تھی۔ منسٹر صاحب موجود نہیں تھے۔ آج منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے اور انتہائی تشویش کا باعث ہے کہ تھیٹر جو کبھی صاف ستھری تفریح کا ذریعہ تھا۔ اب بے حیائی اور فحاشی کا گڑھ بن چکا ہے۔ اچانک اداکارائیں سٹیج پر کپڑے تک

اتار دیتی ہیں اور فحش ذو معنی فلمی گانوں پر رقص تو عام بات ہے۔ مرد فنکار کھلے عام گالی گلوچ کرتے ہیں۔ یہ اور بھی غور طلب ہے کہ ان اداکاروں کی جائیدادیں انتہائی پوش علاقوں میں اچانک کیسے بن گئیں۔ یہ امر بھی سوچنے کا متقاضی ہے کہ اگر کبھی بھول چوک سے ان اداکاروں پر پابندی بھی لگی تو جناتی ہاتھوں نے ان کا ایک شو بھی ضائع نہ ہونے دیا اور دو گھنٹے کے اندر پابندی واپس لے کر انہیں شریف شہری قرار دیا گیا۔ ان اداکاروں کے ڈراموں کے ٹکٹ تین ہزار روپے فی کس تک بکتے ہیں۔ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کہاں ہے سب سے اگلی سیٹوں پر بیٹھنے کے باوجود انہیں کچھ سمجھ نہیں آتا کچھ اداکارائیں تیس لاکھ روپے ماہانہ تک کما رہی ہیں۔ میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر کلچر!

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! سٹیج ڈراموں کے سلسلے میں پنجاب آرٹ کونسل صرف script منظور کرتی ہے۔ سٹیج پر ہونے والی اداکاری کی نگرانی ہوم ڈیپارٹمنٹ اور ڈی سی او آفس کرتا ہے اس کا محکمہ ثقافت سے کوئی تعلق نہ ہے۔ باقی شیخ صاحب نے ماشاء اللہ بڑی اچھی بات کی، روزی تو میرے مالک کے ہاتھ میں ہے، چاہے کوئی اداکار ہو، فنکار ہو، کوئی حاجی نمازی پرہیزگار ہو، روزی تو وہی ہوتی ہے۔ جس طرح شیخ صاحب نے ذکر کیا ہے کہ -/3000 روپے کے ٹکٹ سیل ہوتے ہیں۔ اگر شیخ صاحب نے جانا ہو تو میں انہیں کہہ دیتا ہوں۔ ہم انہیں انشاء اللہ فری ڈرامہ دکھائیں گے۔ (قہقہے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ایک بات تو طے ہو گئی کہ بھٹی صاحب ایسے ڈراموں کے passes issue کرتے ہیں۔ (قہقہے)

میں on the floor of the House عرض کرتا ہوں کہ میرا ان سے ویسے ہی بڑا پیار اور تعلق ہے لیکن مجھے یہ بتادیں، توبہ استغفار زندگی میں وہ وقت نہ آئے کہ ان سے میں کبھی یہ کہوں اور میں نے جو -/3000 روپے والی بات کی ہے مجھے یہ کسی male artist نے آکر بتائی ہے اور میں اب اس بات کو تھوڑا سا بڑھانا بھی چاہتا ہوں۔ اس نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ شیخ صاحب! اب ہمیں کون دیکھنے آتا ہے اور جو mostly تماش بین آتے ہیں ان کے کپڑے اتنے گندے ہوتے ہیں جو یقیناً criminal group سے تعلق رکھتے ہیں جو ان اداکاراؤں کو دیکھنے آتے ہیں۔ میں اس بات پر شرمندہ ہوں کہ آج ان اداکاراؤں کا influence بہت زیادہ ہے اس لئے اس کا کسی کو برا ماننے

کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ایک قومی اور عوامی مسئلے کو یہاں لایا ہوں۔ نہ تو میں اللہ کے فضل سے انہیں دیکھنا چاہتا ہوں لیکن اس قسم کے Passes issue کرنے کا ان کے پاس اختیار ہے تو یقیناً یہ اپنا ووٹ بنک بڑھائیں اور ان کو کہیں پر دیں۔

وزیر ثقافت و امور نوجوانان: جناب سپیکر! میرا حلقہ تو حافظ آباد ہے۔ اگر کوئی ووٹ بنک بنے گا تو وہ شیخ صاحب کا بنے گا کیونکہ شیخ صاحب کا حلقہ بالکل نزدیک ہے۔ میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ اس میں ایک تو 1874 کا ایکٹ already چل رہا ہے۔ دوسرے نمبر پر جو passes وغیرہ کی بات ہے، وہ تو جو ڈرامے لگاتے ہیں وہی سیل کرتے ہیں کیونکہ وہ انہی کے ہوتے ہیں۔ مجھے ایک بات کی بہت خوشی ہوئی کہ شیخ صاحب کے پاس ماشاءاللہ بڑے exact figures تھے کہ جی تین ہزار روپے کی ٹکٹ ہے۔ چلو! اس بات کا شیخ صاحب کو بھی پتا ہے۔ میری کوشش ہوگی کہ شیخ صاحب کی شکایت کو انشاءاللہ دور کیا جائے جو میرے اختیار میں ہے۔ پنجاب آرٹ کونسل صرف script کی حد تک بااختیار ہے۔ اگر شیخ صاحب کو ایسی کوئی شکایت ہے تو مجھے ضرور کہیں۔ جو میرے اختیار میں ہے وہ میں استعمال کرکے جہاں ایسا ہو رہا ہو گا وہ ہم نہیں ہونے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل بات تین ہزار کی نہیں ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ وہاں اتنا عریاں لباس ہوتا ہے کہ وہ اس عریاں لباس کو دیکھنے کے لئے تین ہزار روپے دیتے ہیں۔ ان کا اصل point of view یہ ہے آپ اس چیز کو نوٹ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! عریاں لباس کی بات نہیں۔ آپ جو بات بتانا چاہتے ہیں وہ سبھی سمجھ گئے ہیں۔ عریاں لباس تو کسی بھی شو کیس میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ عریاں لباس کے پیچھے جو کچھ ہوتا ہے اس کے لئے جاتے ہیں تو ان سے میری صرف یہ گزارش ہے کہ یہ اس کے اوپر کوئی پابندی کریں اور ان کا کوئی پکا محاسبہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، انہوں نے کہا ہے کہ:

Insha Allah he will take up the issue. Please don't press it, disposed of. Next is again Sheikh Allaudin Sahib.

محترمہ گلشن ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ گلشن ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں کہتی ہوں کہ سب سے پہلے تو یہ اتنے گھٹیا گانے لکھنے والوں پر پابندی لگائی جائے۔ انہیں ban کیا جائے کہ وہ اتنے گندے اور فحش گانے کیوں لکھتے ہیں جن کے اوپر یہ اداکارائیں ڈانس کرتی ہیں۔ گندے گانے لکھے جائیں اور نہ ہی یہ گندہ ڈانس ہو تو پھر یہ ماحول بھی صاف ہو جائے۔ شکریہ

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! آپ کی صدارت کے وقت ایک item pass ہوا تھا لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ وہ item یہ تھا کہ ظل ہما bright day light میں قتل ہو گئی۔ یہ ایک ایسا ہیبت ناک، ہولناک واقعہ ہے کہ آئندہ نسلیں اس کو یاد رکھیں کہ اس اسمبلی میں لوگ حق کی بات کرنے والے تھے۔ جنھوں نے اس کی مذمت کی، میں نے مذمت کی تو اسمبلی نے متفقہ طور پر کہا کہ اس کی تصویر لگے۔ اگر یہاں نہیں لگانا چاہتے تو حسن محمود کے اوپر لگا دیں۔ اس نے کیا کیا تھا، کیا وہ قتل ہوا تھا۔ He died just a natural death تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کی صدارت میں یہ Resolution ہوا ہے، نہ Resolution کا کچھ پتا ہے اور ہونا یہ چاہئے کہ اگر کمیٹی بنائی ہے تو I will be the sponsor. I should have been one of the member, Resolution کا پتا ہے اور نہ کمیٹی کا پتا ہے where has it gone

جناب ڈپٹی سپیکر: دستی صاحب! کس چیز کی کمیٹی بنائیں؟

SARDAR AMJAD HAMEED KHAN DASTI: This is the last day. This is the day of resurrection and we will not meet again during this month, during the next month and may be if living we will meet in May. So let me say a few words about it.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): یہ کہہ رہے ہیں کہ شاید یہ آخری اجلاس ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں۔ انشاء اللہ ملیں گے۔ آپ بجٹ بھی پاس کریں گے اور اس سے آگے چلیں گے۔ آپ گھبرائیں مت۔

شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 124 پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری لیبر!

چائلڈ لیبر کے خلاف قانون سازی اور انہیں ماہانہ مالی امداد دینے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لیبر: جناب سپیکر! بچوں کی مشقت کا مسئلہ ایک اہم انسانی مسئلہ ہے جس کی جڑیں بڑھتی ہوئی آبادی، غربت بے روزگاری اور فرسودہ رسوم ورواج سے جڑی ہوئی ہیں۔ادارہ شماریات حکومت پاکستان کے سروے1996 کے مطابق پاکستان میں33 لاکھ بچے مشقت کا شکار تھے۔ جن میں سے19 لاکھ40 ہزار پنجاب میں تھے۔یہ واحد مصدقہ اعداد وشمار ہیں جن کو تمام عالمی اداروں بشمولILO نے اپنی رپورٹوں میں بنیاد بنایا ہے۔ موجودہ حکومت نے اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس پر ایک قومی پالیسی کا اعلان کیا جس کے مطابقstakeholders کو ذمہ داری تفویض کی گئی ہیں جس پر عمل کرکے اس مسئلے پر قابو پایا جا سکتا ہے۔صوبہ پنجاب چائلڈ لیبر کے خاتمے کی کوششوں میں سب سے آگے ہے۔حکومتی کوششوں، آجروں کی شرکت اور عالمی اداروں خصوصاًILO کی مدد سے سیالکوٹ میں فٹبال سازی کی صنعت میں سے چائلڈ لیبر کا خاتمہ کیا جا چکا ہے اور قالین بافی کی صنعت سے چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے سب سے بڑا پروگرام پنجاب میں کامیابی سےlaunch کیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب نے بھیک مانگنے والے، اونٹوں کی ریس میں حصہ لینے والے اور دیگر استحصال کا شکار بچوں کے تحفظ کے لئے چائلڈ پروٹیکشن بیورو قائم کیا ہے جس کی شاخیں متعدد اضلاع میں قائم کی جا رہی ہیں۔ دبئی سے اونٹوں کی ریس میں حصہ لینے والے سینکڑوں بچوں کو واپس لا کر بحالی کے مراکز یا ان کے والدین کے سپرد کیا جا چکا ہے۔ محکمہ محنت نے چائلڈ لیبر کے متعدد سروے کئے جن کے نتیجے میں چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے کئی پراجیکٹ شروع کئے گئے۔ ان میں اہم ترین فٹبال سازی کی صنعت میں سے چائلڈ لیبر کے خاتمے کا پراجیکٹ تھا جس نے دنیا بھر میں قابل تقلید مثال قائم کی۔یہاں پر ILO کے کارپٹ پراجیکٹ کا ذکر مناسب ہوگا۔یہ پراجیکٹ اس شعبے کے مالکان کی نیک نیتی،ILO اور حکومت پاکستان کے بھرپور تعاون سے چل رہا ہے اس کے نتیجے میں پنجاب کے چھ اضلاع میں27 ہزار سے زائد بچوں جن میں زیادہ تر بچیاں ہیں کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ محکمہ محنت حکومت پنجاب اس پراجیکٹ کی کامیابی میں بھرپور تعاون کر رہا ہے۔

مزید برآں محکمہ محنت نے محنت کشوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے جدید ترین سہولیات سے آراستہ سکول کھولے ہیں جن میں20 ہزار سے زائد بچے بچیاں زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے

ہیں۔ یہ سکول تعلیمی معیار میں کسی بھی پرائیویٹ سکول سے کم نہیں۔ ہم جلد ہی ایسے سکولوں کا جال صوبہ بھر کے دیگر شہروں میں بھی بچھا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم نے پاکستان بھر میں مشاورت کے ذریعے ان خطرناک شعبوں اور پیشوں کی نشاندہی کی ہے۔ جن میں سے چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے حکومت پاکستان ILO کے کنونشن 182 کے تحت اقدامات کرے گی۔ اس سلسلے میں حکومت نے ILO کے ساتھ مل کر پہلے ہی ایک Time-bomb پروگرام کا آغاز کیا ہے جس پر عملدرآمد کے ذریعے چھ خطرناک ترین شعبوں میں چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے فوری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں حکومت پاکستان نے حال ہی میں خطرناک شعبوں کو Employees of Children Act 1941 کے شیڈول میں شامل کر کے ان میں 14 سال سے کم عمر بچوں کے کام کی ممانعت کر دی ہے۔ محکمہ محنت پنجاب نے حال ہی میں بچوں کی مشقت کے موضوع پر ایک ٹریننگ کٹ بھی تیار کی ہے۔ جس کو تمام متعلقہ اداروں، غیر سرکاری تنظیموں، ٹریڈ یونینز اور مالکان کے نمائندوں کی تربیت کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔اس سلسلے میں ایک Crush Training Programme کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ چائلڈ لیبر پر معلومات، تربیت اور آگاہی اور اس مسئلے کے متعلق معلومات کے حصول کو محدود بنانے کے لئے چائلڈ لیبر ریسورس سنٹر اہم کردار ادا کر رہا ہے۔اس کی اپنی ویب سائٹ بھی موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بڑی محنت کی ہے اور لمبا جواب دے دیا ہے۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کہانی ابھی محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بیان کی ہے۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں انھوں نے ایک بات تسلیم کر لی ہے کہ 1996 میں مشقت کرنے والے بچوں کی تعداد 33 لاکھ تھی۔انھوں نے خود کہا ہے کہ 1996 میں 33 لاکھ تھی۔ میں نے جو figures دیئے ہیں وہ UNESCO کے figures ہیں۔ اس کو یا تو یہ رد کریں یا تسلیم کریں کیونکہ وہ 67 لاکھ ہیں۔ میرے پاس کتاب ہے اور figures میرے پاس ہیں۔اس وقت اس مصیبت میں 67 لاکھ بچے مبتلا ہیں۔اس میں جو سب سے بڑی بات ہے جو محترم سیکرٹری صاحب نے ابھی ignore کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بھٹہ مزدور جتنے ہیں، ان کی تمام اولاد، ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہم سب گزرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ وہ اینٹیں بنا رہے ہوتے ہیں۔اس وقت قالین کی جتنی انڈسٹری ہے وہ بچوں پر base کر رہی ہے۔ محکمہ محنت کی یہ بات کر

رہے ہیں تو محکمہ محنت کو سوائے اپنے پیسے رشوت لینے کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے۔ وہ بڑی انڈسٹری کے ایڈمن آفس میں پہنچتے ہیں۔ مجھے خود اس کا پتا ہے، وہاں جا کر ایڈمن آفیسر سے کہتے ہیں کہ ہاں بھئی۔ آ بھئی، کیک کھا بھئی اور جا بھئی اور ختم بھئی تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس سب محنت کے باوجود جو انھوں نے ابھی بتائی ہے تو on ground reality یہ ہے کہ بچے اسی طرح سڑکوں کے کنارے ورکشاپوں میں بھی دھکے کھا رہے ہیں۔ قالینوں کی فیکٹریوں میں بھی دھکے کھا رہے ہیں اور سب سے زیادہ ظلم بھٹوں پر ہو رہا ہے اور بھٹہ مزدوروں کی اولاد پر ہو رہا ہے اسی لئے میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ایسے تمام بچوں کو پکڑ کر سکول میں لایا جائے۔ ان کے والدین کو ایک مناسب stipend against their education دے دیا جائے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو۔ جہاں تک انھوں نے سیالکوٹ کی بات کی ہے تو سیالکوٹ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے صنعتکار نے خود یہ فیصلہ کیا کیونکہ ماشاء اللہ ان کی export earning بہت ہے اس لئے انھوں نے خود فیصلہ کیا، اس میں حکومت کا ہاتھ ضرور ہے لیکن ان کا خود یہ فیصلہ تھا۔ جب تک لوگوں کو، انویسٹرز کو یہ promote نہیں کریں گے کہ ان بچوں سے کام نہ کروائیں۔ یہ خود اس کو آہنی ہاتھوں سے نہیں پکڑیں گے تو یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لیبر: جناب سپیکر! میں نے تو یہ پہلے ہی کہا ہے کہ ہم ان کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ یہ ایک سماجی مسئلہ ہے۔ ہم تو اس پر ترغیب ہی دے سکتے ہیں اور وہ ہم دے رہے ہیں۔ اگلے مالی سال میں ہم اس کے لئے پروگرام launch کر رہے ہیں جس میں بچوں کے والدین کو مناسب معاوضہ دیا جائے گا اور بچوں کو تعلیم کے لئے وظائف بھی دیئے جائیں گے۔ میرے بھائی اگر کوئی تجویز دینا چاہتے ہیں تو ہم جو پروگرام launch کر رہے ہیں۔ ہم اس میں ان کی تجویز کو ضرور شامل کریں گے۔ یہ آئیں اور ہمارے ساتھ بیٹھیں اور ہمیں تجاویز دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے ان کو یقین دلوا دیا ہے کہ اس پر عمل ہو رہا ہے اور جتنا بھی ہو سکے گا چائلڈ لیبر کا نہ صرف خاتمہ کیا جائے گا بلکہ اس پر عمل کیا جائے گا۔ اگر کوئی اس چیز کی خلاف ورزی کر رہا ہے تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: آپ کا بہت شکریہ لیکن محترم نے ایک لفظ بولا ہے وہ میں سمجھ نہیں پایا باقی تو جو آپ کا حکم ہے وہ ٹھیک ہے۔ لفظ وہ launch کہہ رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ launch کہہ رہے تھے۔ ان کے accent میں فرق تھا۔ وہ لاؤنچ نہیں کہہ رہے تھے launch کہہ رہے تھے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2007. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) فروخت اراضی بذریعہ ترقیاتی ادارہ جات مصدرہ 2007

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move to introduce the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2007.

MR DEPUTY SPEAKER: The Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2007 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of the Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 and referred to the Standing Committee on Housing Urban Development and Public Health Engineering for report up to 30th April 2007.

اب بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اجلاس اپوزیشن کی ریکوزیشن پر بلایا گیا تھا اور ظاہری بات ہے کہ اپوزیشن کا بہت زیادہ concern تھا کہ لاء اینڈ آرڈر پر وہ بات کرنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی میں سمجھتا ہوں کہ میرے کہنے کی بات نہیں ہے بلکہ

قواعد وضوابط کی بات ہے کہ قواعد وضوابط کے مطابق کورم پورا کرنا اپوزیشن کی ذمہ داری تھی لیکن میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ We have decided it کہ ہم اپوزیشن کو کورم پورا کرنے میں facilitate کرنا چاہتے ہیں اور ہم باقاعدہ یہاں بیٹھ کر انشاء اللہ تعالیٰ لیڈر آف دی اپوزیشن کی پوری بات سنیں گے اور جتنا ٹائم وہ بات کریں گے بے شک وہ شام تک بات کریں، ہم بیٹھ کر کورم بھی پورا کریں گے اور ان کی بات کو بھی سنیں گے اور پورے صوبے میں اس وقت جو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے اس پر جتنا چاہیں بات کریں ہم ان کی بات سننے کے لئے تیار ہیں۔ میری request ہے کہ میرا ٹائم بھی آپ بے شک لیڈر آف دی اپوزیشن کو دیں، اگر میں نے بعد میں مناسب سمجھا تو میں اس کو rebut کر دوں گا اور جواب دے لوں گا لیکن میں اپنی طرف سے ان سے request کرتا ہوں کہ ہم کورم قطعی طور پر پوائنٹ آؤٹ نہیں کریں گے اور ان کی بات ہم پورے انہماک سے سنیں گے اور اپوزیشن کا concern یہ ہے کہ گورنمنٹ لاء اینڈ آرڈر پر جنرل ڈسکشن سے بھاگنا چاہتی ہے تو ہم ان کے قائد کی بات سننا چاہتے ہیں اور ان کو بھی اپنے قائد کے احترام میں ٹائم دینا چاہئے۔ گورنمنٹ قطعی طور پر بھاگنا نہیں چاہتی بلکہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو مکمل طور پر سننا چاہتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس بات کا فیصلہ راجہ صاحب نے نہیں کرنا اس بات کا فیصلہ ہم نے اپنی اپوزیشن کی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں کرنا ہے اور ہم نے یہ decide کیا ہوا ہے کہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا آغاز میں کروں گا۔ راجہ صاحب میری بات کو سنیں اور جس طرح سے انہوں نے وعدہ کیا ہے اس کے مطابق بیٹھ کر سنیں اس کے بعد پھر باقی دوست بات کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلانا ہے۔ قواعد وضوابط کے مطابق requirement کورم کی ہے اور کورم پورا کرنا ان کا کام تھا لیکن وہ نہیں کرنا چاہتے۔

رانا ثناء اللہ خان: بحث کا آغاز میں کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آج ابھی اپوزیشن لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر یہ issue

بنائیں گے تو نقصان ان کا ہے میرا نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: کوئی نقصان نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اگر کوئی نقصان نہیں ہے تو پھر آپ ایسا کریں کہ میرے لئے قاسم ضیاء صاحب قابل احترام ہیں۔ آپ ان کو مہلت دیں اگر نہیں دینا چاہتے تو آپ کی اکثریت جو یہاں پر بیٹھی ہوئی ہے تو آپ لیڈر آف دی اپوزیشن تبدیل کر لیں، جس کو بنانا چاہتے ہیں وہ بات کر لے اور ان کو فارغ کر دیں۔ ہمارا اس میں کوئی قصور نہیں ہے یہ آپ قصور کا ہے۔ آپ کی نظر میں احترام کس کا ہونا چاہئے اور لیڈر آف دی اپوزیشن کو ہم سننا چاہتے ہیں وہ جتنی دیر بات کریں گے ہم بالکل سنیں گے۔

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR DEPUTY SPEAKER: I give the floor to Leader of the Opposition.

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ راجہ صاحب کا بہت شکریہ کہ انہوں نے کہا کہ میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں اور ہم ان کی بات سننا چاہتے ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ سپیکر کے اختیارات استعمال کر رہے تھے اور اب اپوزیشن کے اختیارات استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ فیصلہ ہماری پارلیمانی پارٹی میں ہوا تھا اور یہ ہمارا تینوں پولیٹیکل پارٹیوں کا فیصلہ ہے اور بحث open کرنے کا یا close کرنے کا تو ہمارا آپس کا معاملہ ہے۔ میں نے اور سب پارٹیوں نے فیصلہ کیا تھا کہ آج بحث کا آغاز رانا صاحب کریں گے پھر تمام ممبران اپنی بات کریں گے اور پھر انشاء اللہ میں بھی ضرور بولوں گا۔ ہمارا فیصلہ یہ تھا کہ بحث کو open رانا ثناء اللہ صاحب کریں گے اور close میں کروں گا۔ راجہ صاحب اگر سمجھتے ہیں کہ وہ اتنا بڑا دل کر رہے ہیں اور آج چاہتے ہیں کہ حکومت کے بارے میں ہم کوئی تجاویز دیں کہ جس سے لاء اینڈ آرڈر بہتر ہو سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں ہماری تجاویز سننی چاہئیں۔ میں چاہوں گا کہ رانا ثناء اللہ صاحب اپنی بات شروع کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ ہمارا جو بھی ممبر بولے گا حکومت اس کی بات سنے گی تاکہ ان کی بھی بہتری ہو سکے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ۔ میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن ہاؤس میں موجود ہیں اور اپوزیشن کے وہ لیڈر ہیں اور میں ان کے احترام میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ بات شروع کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں open کروں گا اور قاسم ضیاء صاحب close کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پھر یہ اپنے بندے پورے کریں۔ رانا صاحب open کریں اور closing میں ہم آ جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: میں وہی کہہ رہا ہوں کہ میں open کرتا ہوں اور یہ close کر لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم ان کی closing میں آ کر بات سن لیں گے لیکن آپ اپنی بات کرنے کے لئے requisite number of the members پورے کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب جو فرما رہے ہیں۔ یہ بیٹھیں اور بحث انشاء اللہ تعالیٰ قاسم ضیاء صاحب کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! امن و امان کے اوپر جو بحث ہے یعنی امن و امان وہ issue ہے۔

کورم کی نشاندہی

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک لاء کے پارلیمانی سیکرٹری کورم پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں یعنی اس کا مطلب ہے کہ امن و امان سے گورنمنٹ کی یہ دلچسپی ہے۔ یعنی اس ایوان میں یہ امن و امان پر بحث نہیں کرنا چاہتے یہ اس گورنمنٹ کا رویہ ہے۔ یہاں پر ہم کوئی دھماکا کر رہے ہیں۔

معزز اراکین حزب اختلاف: شیم، شیم۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ریکوزیشن آپ نے دی

ہے، کورم پورا کریں اگر آپ سے نہیں ہو گا تو ہم کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: بات یہ ہے کہ جس وقت آپ کہتے ہیں کہ مفاد عامہ کا معاملہ ہے تو اس میں آپ کورم پوائنٹ آؤٹ نہ کریں۔ راجہ صاحب یہ کہیں کہ یہ معاملہ ایک سو سے زیادہ مرتبہ نہیں ہوا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! پنجاب میں مفاد عامہ کے حق میں لیڈر آف دی اپوزیشن سے بہتر بات کون کر سکتا ہے۔ یہ ان کو کرنے دیں، یہ کیوں نہیں کرنے دیتے۔ یہ آج اپوزیشن کے رویے سے لیڈر آف دی اپوزیشن پر عدم اعتماد کا اظہار ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہم نے کبھی اعتراض کیا ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس یہاں پر نہیں ہیں اور وہ اس کو windup نہیں کر رہے ہیں ہم نے تو کبھی اعتراض نہیں کیا۔ یہ تو ہمارا internal معاملہ ہے کہ کس نے بحث کا آغاز کرنا ہے اور کس نے اس کو close کرنا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب لیڈر آف دی ہاؤس نے دینا ہوتا ہے۔ اب پچھلے ساڑھے چار سال سے ایک دفعہ بھی لیڈر آف دی ہاؤس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب دینے کے لئے نہیں آئے۔ اس کا جواب ہمیشہ لاء منسٹر صاحب دیتے ہیں تو اس بات پر ان کو کیا اعتراض ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے گنتی کی جائے۔ اس کے بعد پھر بات ہو گی۔ ابھی گنتی کی جائے۔۔۔ (گنتی کی گئی)

معزز اراکین حزب اختلاف: گو مشرف گو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

چونکہ کورم پورا نہیں ہے۔ 93 کی بجائے 53 ممبران ہیں اس لئے آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہوتی ہے۔ اب اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(112)/2007/909. Dated 29th March, 2007. The following Order, made by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Ch Muhammad Afzal Sahi,** Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with immediate effect.

Lahore, the
29th March, 2007

CH MUHAMMAD AFZAL SAHI
SPEAKER